INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ کا ترجمان

۴۴

۹ تا ۱۵ ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۹ مارچ تا ۴ اپریل ۱۹۹۶ء

نگران: مولانا مفتی منیر احمد اخون

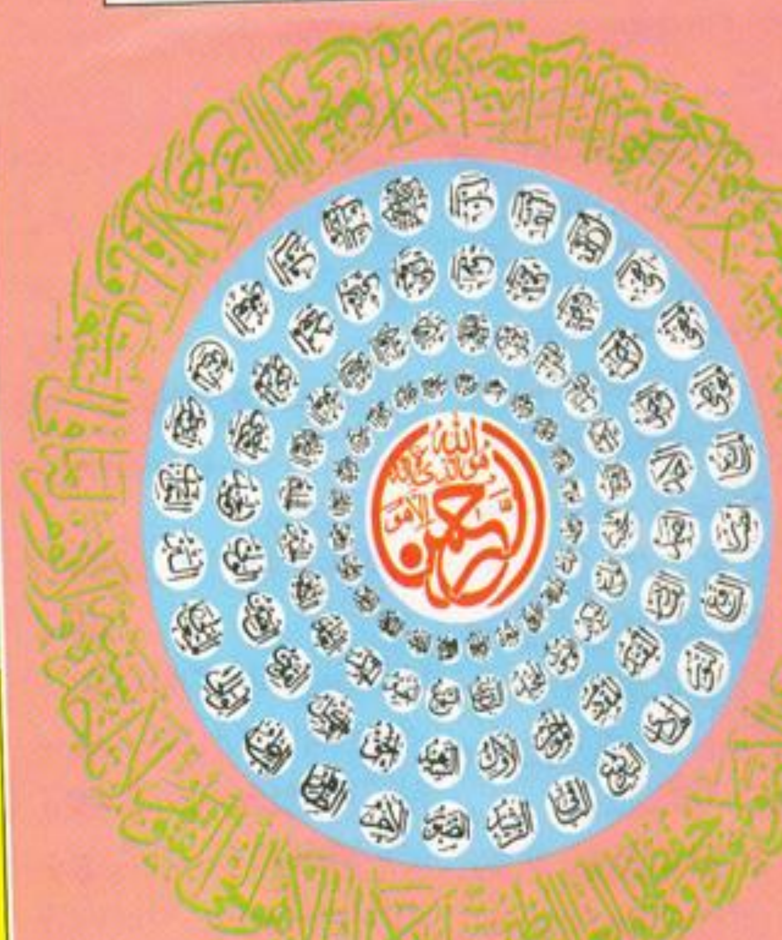

خطاطی: راشد سیال ۔ ملتان

کفر و گمراہی اور صراطِ مستقیم

سلفیوں کے علامہ البانی کا اہم انٹرویو

ڈاکٹر عبد السلام قادیانی اور نوبل انعام

ایمان اللہ کی سب سے بڑی نعمت

مونچھیں تراشنا سنت ہے

سوال .... اسلام میں مونچھوں سے متعلق کیا حکم ہے؟ اگر مونچھیں رکھیں تو کتنی مقدار تک جائز ہے؟ اور اگر نہ رکھیں تو مونچھیں بلیڈ سے مونڈنے یا قینچی سے کترنے کا حکم ہے؟

جواب .... لبیں (مونچھیں) تراشنا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے آنحضرت ﷺ نے امت کو اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اور مونچھیں بڑھانے کو مجوس اور مشرکین کا شعار قرار دیا ہے اور جو شخص مونچھیں بڑھائے اور لبیں نہ تراشے اس کو اپنی امت سے خارج قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات سے واضح ہوتا ہے۔ البتہ مونچھوں کو استرے سے منڈوانا یا منڈانا مکروہ ہے۔

ا... عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ﷺ عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ

(صحیح مسلم ج ا ص ۱۲۹ ابوداؤد ترمذی نسائی ج ۲ ص ۲۷۴)

وفی روایۃ عشرۃ من السنۃ الخ

(نسائی ج ۲ ص ۲۷۴)

قال علیہ السلام

عن زید بن ارقم ان رسول اللہ ﷺ قال من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا (الحدیث)

رواہ احمد والترمذی والنسائی مشکوۃ ص ۳۸۸)

(واسنادہ جید وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح کمافی حاشیہ جامع الاصول ج ۴ ص ۷۶۵)

ڈاڑھی منڈوانے یا کتروانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے

سوال .... ڈاڑھی منڈے یا کترنے والے کی امامت ناجائز ہے یہ مسئلہ کافی مشہور ہے مگر امامت کے ناجائز ہونے کا حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟

جواب .... جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ مونچھیں کٹوانا اور ڈاڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے اس کے برعکس مونچھیں بڑھانا اور ڈاڑھی منڈانا مجوسیوں اور مشرکوں کا شعار ہے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کے شعار کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی شعار کو چھوڑ کر کسی گمراہ قوم کا شعار اختیار کرنا حرام ہے۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے

من تشبہ بقوم فھو منھم

(جامع صغیر ج ۲ ص ۸)

جو شخص کسی قوم کو مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہوگا۔

پس جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کرکے اہل کفر کا شعار اپناتے ہیں۔ جس کی مخالفت کا رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے اس لئے ان وعید نبوی ﷺ سے ڈرنا چاہئے کہ ان کا حشر بھی قیامت کے دن ان ہی غیر قوموں میں نہ ہو نعوذ باللہ۔

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ جو لوگ مونچھیں نہیں کٹواتے وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہی حکم ڈاڑھی منڈانے کا ہے پس یہ ان لوگوں کے لئے بہت سخت وعید ہے جو محض نفسانی خواہش یا شیطانی اغواء کی وجہ سے ڈاڑھی منڈاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ ان کو اپنی جماعت سے خارج ہونے کا حکم فرما رہے ہیں کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا بھی تعلق ہے اس دھمکی کو برداشت کرسکتا ہے؟

اور آنحضرت ﷺ کو ڈاڑھی منڈانے کے گناہ سے اس قدر نفرت تھی کہ جب شاہ ایران کے قاصد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی، مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔

فکرہ النظر الیھما وقال ویلکما من امرکما بھذا؟ قالا امرنا ربنا یعنیان کسری فقال رسول اللہ ﷺ ولکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شاربی .الخ

(البدایۃ والنہایۃ ج ۴ ص ۲۶۹، حیاۃ الصحابہ ج ا ص ۱۱۵)

ترجمہ ۔ پس آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا تمہاری ہلاکت ہو تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا کس نے حکم دیا ہے؟ وہ بولے کہ یہ ہمارے رب یعنی شاہ ایران کا حکم ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے۔

ان تمام تفصیلات کے بعد کہ جب حضور علیہ السلام ایسے شخص سے نفرت کا اظہار فرما رہے ہیں اور کفار سے مشابہت قرار دے رہے ہیں تو کیا ایسا شخص نماز جیسے دین کے ستون میں امامت کی حیثیت سے کھڑا ہونے کا اہل رہ سکتا ہے؟

بہرکیف ایسا شخص امامت کا اہل نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد ۱۴ شمارہ ۴۴

۹ر تا ۱۵ر ذیقعد ۱۴۱۶ھ

بمطابق ۲۹ر مارچ تا ۴ر اپریل ۱۹۹۶ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
○ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان
○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر: عبداللہ ملک

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل ڈیزائن: ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ	۴
کفر و گمراہی اور صراط مستقیم	۶
ایمان۔ اللہ کی سب سے بڑی نعمت	۱۳
ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام	۱۶
وحدت اسلامی کا تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت	۱۹

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے ششماہی ۱۲۵ روپے سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر

یورپ، افریقہ ۷۵ امریکی ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۲۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس

مساجد پر قادیانیوں کے حملوں کا آغاز۔۔۔۔۔۔ سازشی منصوبہ اور اس کے نتائج

سرگودھا کے علاقے بلال پور میں قادیانیوں نے مسجد پر حملہ کر کے زیر تعلیم طلباء کو زخمی کردیا۔ اخبارات نے اس واقعہ کی درج ذیل چھوٹی سی خبریں شائع کی ہے:

"شعائر اسلام کے استعمال سے منع کرنے پر درجنوں قادیانیوں نے مسلمانوں کی مسجد میں داخل ہو کر مدرسہ کے طالب علموں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور مسجد کا اسپیکر توڑ دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ قصبہ بلال پور میں قادیانوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے سبب علاقے میں مذہبی کشیدگی پائی جاتی تھی گذشتہ جمعہ کو قصبہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتجاجی جلسہ کرنا تھا جس پر ضلع انتظامیہ نے ۴۸ گھنٹے قبل پابندی لگادی۔ قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ کے لاؤڈ اسپیکر سے مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں بیان شروع کیا تو مسلمانوں نے بھی اپنی مسجد میں ختم نبوت اور حضور نبی کریم ﷺ کی شان بیان کرنا شروع کردی تو درجنوں قادیانی مشتعل ہوکر مسجد میں داخل ہوگئے اور طلبہ کو تشدد کا نشانہ بنایا۔"

(روزنامہ امن ۱۸ر مارچ ۱۹۹۶ء)

دوسری خبر میں بتایا گیا ہے کہ سرکاری اہل کاروں نے ریاستی طاقت استعمال کر کے مسجد کو شہید کردیا۔ (حوالہ بالا ۱۲ر مارچ)

قادیانیت' دجل و فریب اور تلبیس کا ایسا ملغوبہ ہے جسے قادیانی زعما بھی سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ بد قسمتی سے پاکستان کے ایوان اقتدار پر اکثر ایسے ہی لوگوں کا تسلط رہا جن کی اسلامی غیرت و حمیت خرد بین سے بھی دکھائی دینا مشکل ہے۔ غیرت و حمیت کے اسی فقدان نے حکمرانوں کو ہمیشہ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے صرف نظر کرنے پر مجبور کیا اور انہوں نے حکمرانوں کی بے حمیتی سے فائدہ اٹھاکر اسلام کے نام پر قائم ہونے والے مسلمان اکثریت کے ملک میں ملت اسلامیہ کو بے چینیوں کی دلدل میں دھکیل رکھا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں فوجی انقلاب کی سازش کی' ۱۹۵۳ء میں جنرل اعظم خان کے ذریعہ لاہور میں مارشل لاء لگواکر ختم نبوت کے ہزاروں جاں نثاروں کو خاک و خون میں تڑپادیا۔ ایوب خان کے دور میں فوج میں اثر و رسوخ بڑھایا۔ اور ۱۹۷۱ء میں پاکستان کے مشرقی بازو کو کاٹنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۳ء میں حکومت پر بزور قوت قبضہ کا منصوبہ بنایا اور آغاز فساد کی خاطر ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر وحشیانہ حملہ کیا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ اس کے بعد اس گروہ نے توہین رسالت کے نت نئے حربے اختیار کرنے شروع کردیئے۔ کلمہ طیبہ کی توہین کے مختلف طریقے اپنائے اور مسلمانوں کی قلبی وجسمانی ایذاء رسانی کا سلسلہ جاری رکھا۔ آخر قانون امتناع قادیانیت نافذ ہوا تو مرکزی قادیانی قیادت اپنے سرپرست و پشت پناہ انگریزوں کے ملک فرار ہوگئی۔ اس وقت سے پاکستان اور یہاں کے مسلمانوں کے خلاف زہریلے پروپیگنڈے میں مصروف ہے اور اپنی مظلومیت کا شور مچا کر مغربی ممالک خصوصاً امریکہ کو پاکستان کے مسلمانوں کی خلاف "ایکشن" پر ابھارتی رہی ہے۔ موجودہ حکومت نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کو کچھ زیادہ ہی ڈھیل دے دی جس سے ان کی فسادی کارروائیاں ناقابل برداشت ہوتی جارہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی اپنے اوچھے ہتھکنڈوں سے ریاستی دفاعی قوت کو مسلمانوں سے ٹکرادینا چاہتے ہیں۔ مسجد پر حملہ اسی سازشی منصوبہ کا آغاز دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ "ممارت" لاہور جو قادیانیوں کی وکالت اپنے تئیں بڑے ماہرانہ انداز سے کر رہا ہے نئے فوجی سربراہ کے نام اپنے خط میں واشگاف طریقے سے مسلمانوں کے خلاف ایکشن کا مشورہ دے کر فوج کو کھل کر سیاست میں شمولیت کی دعوت اس طرح دیتا ہے:

"فوج میں ہونے والی حالیہ بغاوت کے حوالے سے بھی آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ پاک فوج سے ایسے عناصر کی بیخ کنی کریں جو مذہب، نظریہ یا نظام کی آڑ میں وطن عزیز کے سب سے زیادہ منظم ادارہ کو اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں تا کہ پاک فوج زیادہ بہتر اور شاندار طریقے سے تعمیر وطن کے اہداف کو پورا کر سکے۔

فوجی امور و معاملات اور ان کی ادائیگی سے تو آپ یقیناً اچھی طرح آگاہ ہیں اس لئے میں آپ کو ایسے پہلوؤں کی طرف لے جانا چاہوں گا جن پر آپ کی توجہ سے اندرون ملک سلامتی اور استحکام کے امکانات بڑھیں گے۔ اور عالمی برادری میں ملک کا وقار بلند ہوگا ان میں سے سب سے بڑا اور اہم مسئلہ۔

سیاسی عدم استحکام ہے۔ مرکز میں حکومت اور اپوزیشن کے تعلقات اپنوں اور غیروں سے پوشیدہ نہیں۔ پنجاب اور سرحد کی صورت حال بھی سب کے سامنے ہے لیکن سب سے زیادہ تکلیف دہ اور تشویش ناک حقیقت کراچی ہے جہاں حکمرانوں اور ایم کیو ایم کے درمیان ٹھنی ہوئی ہے۔ لیکن عذاب غریب، شریف اور محب وطن شہریوں پر نازل ہورہا ہے۔ ایک حساس، ذمہ دار، فرض شناس اور محب وطن انسان کے لئے کیا یہ بات خوفناک حد تک تشویش کا باعث نہیں ہے کہ کراچی میں ایک سال کے دوران دوہزار سے زیادہ ہلاکتیں ہوں اور لوگوں کو تخریب کاری اور دہشت گردی کے حوالے کردیا جائے۔ اور سیاسی انتشار، مفاد پرستی یا اغراض پرستی کا عالم یہ ہے کہ حکومت، اپوزیشن اور ایم کیو ایم ان حالات سے اپنے اپنے انداز میں فائدہ اٹھانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

اقتصادی معاملات بھی آپ کی چشم بصیرت سے اوجھل تو نہیں ہیں اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ملک اس وقت افراط زر، غربت، بیروزگاری، غیر ملکی قرضوں اور معاشی بحران کا شکار ہے۔

مذہبی تناظر میں حالات سے آپ باخبر ہیں، ابھی پچھلے دنوں فوج ہی میں مبینہ طور پر ایسے انتشار پسند پکڑے گئے جو ملک میں نام نہاد اسلامی انقلاب کے داعی تھے۔ فوج جیسے منظم ادارے میں ایسی بغاوت کے ارتکاب کی کوشش ہی اس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے کہ عام معاشرتی حالات میں مذہبی تعصب، فرقہ واریت اور تنگ نظری کا کیا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مذہبی رواداری کا یہ فقدان ہی معاشرے میں امن و امان کے خاتمہ کی ایک بنیادی وجہ ہے۔"

افسوس کہ مسلمان قیادت ٹکڑیوں میں بٹی نظر آتی ہے۔ بڑی پارٹیاں امریکی اشاروں پر حرکت میں عافیت خیال کرتی ہیں اور دینی حلقے ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہورہے۔ ایسے میں قادیانیوں کی طرف سے فسادی کارروائیاں یقیناً" اشتعال کا باعث ہوں گی جس سے اندیشہ ہے کہ مسلمانوں کے روعمل کو "مذہبی منافرت" کا عنوان دے کر ریاستی دفاعی قوت کو اس "رد عمل" کو دبانے اور کچلنے پر مامور نہ کردیا جائے اور ۱۹۵۳ء کے حالات پیدا کر کے ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کا انتقام لینے کا راستہ نکال لیا جائے۔ انتخابات کا ڈرامہ رچاکر نئی اسمبلی میں از سر نو قادیانی مسئلہ زیر بحث لانے کی کوشش کی جائے یا اعلیٰ عدالتوں کے حوالہ سے آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کو غیر موثر بنانے کی راہ اپنائی جائے۔ سپریم کورٹ کے موجودہ فیصلہ کو اس تناظر میں دیکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ بہر حال اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں اور اسلام دشمنی میں دیوانگی کی حدود میں داخل ہوجانے والے حکمرانوں کی کارروائیاں جاں نثاران ختم نبوت اور سرفروشان اسلام کو بروقت بیداری کا پیغام دے کر اپنی صفوں میں نظم و اتحاد کی دعوت دے رہی ہیں۔ اب ذراسی غفلت اور بے توجہی کم از کم پچاس سال پیچھے دھکیلنے کا باعث ہوسکتی ہے۔

پاکستان کے بے توفیق حکمرانوں کے لئے یہ خبر تازیانہ عبرت ہے۔ بلا تبصرہ ملاحظہ فرمایئے:

" امریکہ میں مقیم مسلمانوں نے گذشتہ دنوں ڈینور میں مسجد کی بے حرمتی کرنے اور نمازیوں کی عبادت میں خلل ڈالنے اور انہیں ہراساں کرنے پر مقامی ریڈیو اسٹیشن کے ملازمین کے خلاف اپنے غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق ان ریڈیو ملازمین نے نماز کے دوران نمازیوں کو ہراساں کیا اور مسجد میں موسیقی بجائی جس کو ریڈیو پر نشر کیا گیا۔ ذرائع کے مطابق اب ملازمین کو معطل کردیا گیا ہے۔"

کفر و گمراہی اور صراطِ مستقیم

علامہ البانی سے ایک اہم انٹرویو

یہ تحریر ان لوگوں کے لئے درس فکر ہے جو قرآن و سنت کو سمجھنے سمجھانے اور عمل کے لئے سنت خلفائے راشدین' تعامل صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور خیر القرون کے اکابرین کی تشریح سے بے نیاز ہو کر اپنے فہم و عقل پر اعتماد کی روش اختیار کرتے ہیں۔ اور اسلام کے چودہ سو سال سے متفقہ احکام و قوانین میں تشکیک کی خاطر ان کو صحافتی و عدالتی بحث و مباحثہ کا موضوع بنانے پر کمربستہ نظر آتے ہیں۔ جمعیت اہلحدیث کے ترجمان برطانیہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ "صراط مستقیم" کا زیر نظر مقالہ شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔۔۔ مدیر

س: شیخ محترم! آپ سے یہ امر مخفی نہیں کہ افغانستان کے معرکہ میں ایسے دو گروہ اور فرقے بھی شامل ہیں جو افغانستان کی تباہی و بربادی میں روز بروز اضافے کا باعث بن رہے ہیں۔ افسوس کہ یہ فرقے جہاد میں مصروف ہمارے سلفی نوجوانوں میں ایسے افکار و نظریات کی اشاعت میں لگے ہوئے ہیں جو سلف صالح کے منہج سے ہٹے ہوئے ہیں۔

ہمارے بعض سلفی نوجوان جو ان آراء و نظریات سے متاثر ہیں۔ جہاد کے بعد جب اپنے وطن واپس آتے ہیں تو یہ افکار اپنے ملکوں میں بھی پھیلاتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے اور اخوان میں سے کسی کے مابین تکفیر کے مسئلہ پر ایک طویل مناقشہ ہوا ہے جو ٹیپ ہے لیکن کیسٹ کی خرابی کے سبب اسے سنا نہیں جا سکتا۔ اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت دوبارہ فرمادیں۔ "جزاکم اللہ خیرا"۔

ج: ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ھادی لہ واشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمدا عبدہ و رسولہ۔ اما بعد۔

اصل میں یہ مسئلہ تکفیر حکام ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ محکومین کا مسئلہ بھی ہے۔ یہ دراصل ایک قدیم فتنہ ہے جس کی بنیاد اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ خوارج نے رکھی ہے۔

یہ بڑے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ لوگ پھر کتاب و سنت سے خروج کر رہے ہیں اور وہ بھی کتاب و سنت کے نام سے' میری سمجھ و دانست میں اس کی دو بنیادی وجہیں ہیں جن میں سے ایک وجہ علم کی کمی اور دینی بصیرت کا فقدان ہے۔ دوسری وجہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ ہم مسائل و معاملات میں ان شرعی اصولوں کی روشنی میں غور و خوض نہیں کرتے جو صحیح اسلامی دعوت کی اساس ہیں۔ ان اصولوں کو وہ تمام منحرف فرقے بھی مانتے ہیں جنہوں نے اس مخصوص جماعت سے خروج کیا ہے جس کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے متعدد احادیث میں فرمائی ہے بلکہ خود اللہ عزوجل نے جس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور اس کی صراحت فرمادی ہے کہ جو اس جماعت سے خروج کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہوگا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا....

(النساء ۱۱۵)

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہو جانے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے ایک ایسے مسئلہ میں جو اہل علم کے نزدیک بہت واضح ہے صرف: ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ۔ کہنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ "مشاقۃ الرسول" کے ساتھ ساتھ "اتباع غیر سبیل المومنین" کا بھی اضافہ کیا اور فرمایا "ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی و نصلہ جہنم وساءت مصیرا۔" (النساء ۱۱۵)

مسئلہ فہم کتاب و سنت

لہٰذا "سبیل المومنین" کی اتباع و عدم اتباع "ایجابا" و "سلبا" دونوں حیثیتوں سے ضروری ہے۔ رب العالمین کے نزدیک جو سبیل المومنین کی اتباع کرے گا وہ ناجی ہوگا اور جو اس کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے جہنم کافی ہوگا جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اسی نقطہ پر پہنچ کر قدیم و جدید فرقے گمراہ ہوئے

ہیں۔ کیونکہ وہ سبیل المومنین پر کاربند نہیں رہ سکے۔ اور اپنی عقلوں کو انہوں نے اپنا مرکب بنالیا اور کتاب و سنت کی تفسیر میں وہ خواہشات کی اتباع میں پڑ گئے اور پھر اس پر بڑے اہم نتائج کی بنا رکھ لی اور اس روش کو چھوڑ بیٹھے جس پر سلف صالح گامزن تھے۔

اس آیت میں: "ویتبع غیر سبیل المومنین" کا جو ٹکڑا آیا ہوا ہے اس پر اللہ کے نبی ﷺ نے بہت سی احادیث صحیحہ میں زور دیا ہے جن احادیث کی جانب میں یہاں اشارہ کر رہا ہوں ان میں چند کا جن کے سلسلہ میں میری یادداشت میرا ساتھ دے گی میں یہاں ذکر کروں گا۔ ان احادیث سے عوام بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ چہ جائیکہ خواص البتہ جس بات سے لوگ ناواقف ہیں یہ اس آیت کا کتاب و سنت کی فہم میں سبیل المومنین پر کاربند رہنے کی ضرورت و اہمیت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ نکتہ بہت سے خواص تک کے ذہنوں سے اوجھل ہے۔ چہ جائیکہ وہ لوگ جو جماعت التکفیر کے نام سے موسوم ہیں۔

یہ لوگ اپنی داخلی کیفیات کے اعتبار سے کبھی کبھی مخلص ہوتے ہیں لیکن اللہ کے نزدیک ناجی اور فلاح یاب گروہ ہونے کے لئے صرف نیکی و مخلص ہونا کافی نہیں بلکہ اس سلسلہ میں مسلمان کے لئے دو چیزوں کا جامع ہونا ضروری ہے۔ ایک تو اخلاص نیت اور دوسرے رسول اللہ ﷺ کے راستے کی سچی اور مکمل پیروی۔ لہٰذا مسلمان کے لئے اخلاص کے ساتھ کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونا اور لوگوں کو ان دونوں کی دعوت دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایسے منہج کا حامل ہو جو صحیح و درست اور انحرافات سے مامون و محفوظ ہو۔

جن احادیث مشہور کی جانب میں نے ابھی اشارہ کیا ہے ان میں اثنتین و سبعین فرقۃ والی روایت بھی شامل ہے جس کے پورے الفاظ اس طرح ہیں:

افترقت الیھود علی احدی و سبعین فرقۃ و افترقت النصاری علی اثنتین و سبعین فرقۃ وستفترق امتی علی ثلاث و سبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدۃ قالوا و من ھی یا رسول اللہ قال الجماعۃ

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

یہود اے فرقوں میں بٹ گئے تھے اور نصاریٰ ۷۲ فرقوں میں اور عنقریب میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جن میں سے سب جہنمی ہوں گے۔ سوائے ایک فرقہ کے لوگوں نے پوچھا اللہ کے رسول وہ فرقہ کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ جماعت (یعنی صحابہ اور اس کے متبعین کی جماعت) ہے۔

اور ایک روایت میں وما انا علیہ و اصحابی کے الفاظ وارد ہیں یعنی وہ میری اور میرے اصحاب کی روش پر چلنے والا گروہ ہوگا۔

یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ رسول اللہ کے جواب اور مندرجہ بالا آیت کے ٹکڑے ویتبع غیر سبیل المومنین میں کس قدر ہم آہنگی اور تطابق پایا جاتا ہے۔

آیت کے عموم میں سب سے پہلے جو لوگ داخل ہیں وہ اصحاب الرسول ﷺ ہیں۔ اس حدیث میں آپ نے صرف ما انا علیہ کہنے پر اکتفا نہیں کیا جبکہ کتاب و سنت کی فہم رکھنے والے مسلمان کے لئے یہ چیز کافی ہو سکتی ہے بلکہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ واصحابی کا اضافہ بھی فرمایا۔ اس طرح آپ اللہ تعالیٰ کے فرمان بالمومنین رؤف رحیم جو اس نے آپ کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں کی عملی تصدیق فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے لئے اس بات کی تصریح فرما دی کہ فرقہ ناجیہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس روش کی اتباع کرتا ہو جس پر خود نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب گامزن تھے۔ لہٰذا کتاب و سنت کی فہم کے لئے عربی زبان کی معرفت اور ناسخ و منسوخ وغیرہ ضروری علوم و وسائل پر اکتفا کر لینا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جملہ معاملات میں اس روش کی طرف رجوع بھی ضروری ہے جس پر نبی ﷺ کے اصحاب گامزن تھے۔ اس لئے کہ یہ لوگ جیسا کہ ان کے حالات اور کارناموں سے واضح ہے اپنی عبادتوں میں سب سے زیادہ مخلص اور کتاب و سنت کی فہم میں ہم سے کہیں آگے تھے۔ یہ حدیث سنن میں وارد عرباض بن ساریہ کی حدیث کے بالکل مطابق ہے جس میں آیا ہے:

وعظنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موعظۃ وجلت منھا القلوب و ذرفت منھا العیون فقلنا کانھا موعظۃ مودع فاوصنا یا رسول اللہ قال اوصیکم بالسمع والطاعۃ وان ولی علیکم عبد حبشی وانہ من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی عضوا علیھا بالنواجذ (الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نصیحت فرمائی، ایسی نصیحت جس سے دل دہل گئے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ ہم نے کہا گویا کہ یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے تو اللہ کے رسول! آپ ہمیں وصیت فرمائیں۔ اس پر آپ نے فرمایا میں تمہیں سمع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں گو کوئی حبشی غلام ہی تمہارا امیر بنا دیا گیا ہو اور جو تم میں سے زندہ رہے گا، عنقریب بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا پس تم میری سنت اور ان راہ یاب خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا جو میرے بعد ہوں گے۔

اس کے بعد پوری حدیث درج ہے اور اس کے ایک شاہد کا ذکر ہے شاید وہی ہے جو آپ کے اوپر والے سوال کے جواب کا شاہد ہے جس میں اپنی امت کو آپ نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ آپ کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رہے۔ اس کے بعد آپ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سنتہ

الخلفاء الراشدین المہدیین فرما کر خلفاء راشدین کی سنت کو بھی مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت کی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس بات کو برابر دہراتے رہیں کہ اگر ہم اپنے عقیدہ اپنی عبادت اور اپنے اخلاق و سلوک کو سمجھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے سلف صالح کی جانب مراجعت ضروری ہے تاکہ یہ متحقق ہو جائے کہ یہی فرقہ ناجیہ ہے۔ اسی جگہ پہنچ کر قدیم فرقے گمراہ ہوئے اور یہیں جدید عہد کے فرقے بھی آکر گمراہی کے کھڈ میں گر جاتے ہیں جب وہ مندرجہ بالا آیت اور سنتہ الخلفاء الراشدین المہدیین والی حدیث سے صرف نظر کر لیتے ہیں۔ لہٰذا جادہ مستقیم سے ان کا منحرف ہو جانا ایک امر طبعی ہے جیسا کہ ان کے پیش رو جن میں قدیم و جدید دونوں عہد کے خوارج داخل ہیں۔ کتاب اللہ سنت رسول اور منہج سلف سے منحرف ہوئے۔

مسئلہ تکفیر جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کی بنیاد اس دور میں قرآن کریم کی ایک آیت ہے جسے یہ لوگ بکثرت دہراتے ہیں اور وہ آیت یہ ہے ومن لم یحکم بما آنزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون۔
(المائدہ ۴۴)

اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ اللہ نے اس آیت کریمہ کو کئی بار دہرایا ہے اور آیت کا آخری ٹکڑا ہر بار تین الگ الگ لفظوں کے ساتھ آیا ہوا ہے۔

..........فاولٰئک ھم الکافرون (المائدہ ۴۴)

..........فاولٰئک ھم الظالمون (المائدہ ۴۵)

..........فاولٰئک ھم الفاسقون (المائدہ ۴۷)

جو لوگ ان تینوں آیتوں میں سے پہلی آیت کے لفظ فاؤ لئک ھم الکافرون سے مسئلہ تکفیر پر استدلال کرتے ہیں ان کی جہالت و نادانی یہ ہے کہ وہ دوسرے ان نصوص پر غور نہیں کرتے جن میں لفظ "کفر" آیا ہوا ہے۔ اس لفظ کو ان لوگوں نے دین سے خروج کے معنی میں لے لیا ہے اور وہ اس کے کفر اور یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب کے متبعین کے کفر میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ کتاب و سنت کی زبان میں لفظ "کفر" کا صرف یہی ایک مطلب نہیں جسے یہ لوگ دہراتے رہتے ہیں اور اس غلط مفہوم کو بعض ایسے لوگوں پر منطبق کر دیتے ہیں جو اس سے بری ہیں۔

اس آیت میں وارد لفظ "الکافرون" کا معاملہ بالکل وہی ہے جو دونوں آیتوں کے لفظ "الظالمون" اور "الفاسقون" کا ہے۔ یہ تینوں الفاظ ہر جگہ ایک معنی پر دلالت نہیں کرتے۔ بنابریں جس طرح جس شخص کے بارے میں یہ کہا گیا ہو کہ "یہ ظالم ہے یا فاسق ہے" تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اسی طرح جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہو کہ یہ کافر ہے تو اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ ایک ہی لفظ کے مفہوم میں یہ تنوع اور رنگا رنگی ہی دراصل وہ چیز ہے جس پر زبان، شریعت جو اہل عرب کی زبان میں اتری اور لغت قرآن تینوں دال ہیں۔

اس لئے جو شخص مسلمانوں کے لئے خواہ وہ حاکم ہوں یا محکوم، احکام و فتاوے صادر کرتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتاب و سنت کے علم سے بہرہ ور ہو اور سلف صالح کے منہج پر کاربند ہو۔

کتاب و سنت اور کتاب و سنت پر مشتمل امور کا فہم اس وقت تک ممکن نہیں جب تک عربی زبان اور اس کے آداب کی گہری معرفت حاصل نہ ہو اور اگر طالب علم میں اس پہلو سے کوئی کوتاہی ہو تو اس کی تلافی علمائے سلف کی فہم کی طرف مراجعت ہی سے ممکن ہو سکتی ہے۔ بالخصوص ان علماء کی فہم کی طرف جن کا تعلق قرون مشہود لھا بالخیر سے ہو۔

کفر کے مختلف درجے ہیں

اب ہم آیت کریمہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون
(المائدہ ۴۴)
کی طرف دوبارہ لوٹتے ہیں۔ اس آیت میں کفر سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے مراد دائرہ اسلام سے خروج ہے یا کچھ اور یہی نکتہ اس آیت کی تفہیم میں قابل غور ہے کیونکہ کبھی کبھی کفر سے کفر اعتقادی کے بجائے کفر عملی مراد ہوتا ہے جس کے معنی اپنے عمل سے اسلام کے بعض احکام سے خروج کے ہیں۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن عباس جو حبر الامہ اور ترجمان القرآن کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اور جن کا شمار رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب میں ہوتا ہے جن کے امام تفسیر ہونے پر تمام مسلمانوں کا (باستثناء چند جن کا تعلق فرق ضالہ سے ہے) اتفاق ہے کے قول سے ہماری تائید ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباس کے اس قول سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو آواز آج ہمارے کانوں میں پڑ رہی ہے اس کے لئے انہوں نے اسی وقت کان کھڑے کر لئے تھے کہ کچھ ایسے لوگ بھی پائے جا سکتے ہیں جو آیت کو اس کے ظاہری معنی پر بغیر کسی تفصیل کے محمول کریں گے۔ لہٰذا کفر دون کفر کہہ کر انہوں نے اس کی تصریح کر دی کہ یہاں وہ کفر مراد نہیں ہے جس کے قائل تم ہو یہ اس سے کمتر درجہ کا کفر ہے۔

ہو سکتا ہے اس سے مراد یہی خوارج کا گروہ رہا ہو جس نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خروج کیا اور جس کے نتیجہ میں اس نے مسلمانوں کی خونریزیاں کیں اور ان کے ساتھ وہ سب کچھ روا رکھا جسے مشرکین کے ساتھ بھی وہ روا نہیں رکھ سکا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے صاف صاف اسکی وضاحت فرما دی کہ یہ بات ہرگز اس طرح نہیں جیسے یہ لوگ کہتے یا سمجھتے ہیں بلکہ یہ اس کفر سے جس سے انسان دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے کمتر درجہ کا کفر ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں ترجمان القرآن حضرت ابن عباس کا یہ واضح اور دو ٹوک جواب ہی وہ بنیادی نکتہ ہے جس کے علاوہ ان نصوص [illegible]

میں نے اشارہ کیا تھا کہ کوئی اور چیز سمجھا جانا ممکن نہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لفظ کفر بہت سے نصوص میں آیا ہوا ہے اس کے ساتھ اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس کی تفسیر ہر جگہ دائرہ اسلام سے خروج سے کیا جانا ممکن نہیں، اس کی مثال عبداللہ بن مسعود سے مروی صحیحین کی ایک مشہور روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر ...... کفر کے معنی اس حدیث میں معصیت کے ہیں اور معصیت اطاعت سے خروج کو کہتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ چونکہ "افصح العرب" تھے اس لئے آپ نے زجر میں مبالغہ کے لئے تعبیر میں تنوع کے اس طریقہ کو اختیار کیا اور فرمایا: سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر ۔ ایک دوسرے پہلو سے ہم اس حدیث میں غور کریں گیا۔ ہمارے لئے اس حدیث کے پہلے ٹکڑے " سباب المسلم فسوق" کی تفسیر اس لفظ فسق سے کرنی ممکن ہے جس کا ذکر اوپر کی آیت کے تیسرے لفظ میں آیا ہوا ہے۔

جواب یہی ہو گا کہ فسق کا لفظ بھی کبھی اس کفر کا مترادف ہوتا ہے جس کے معنی دائرہ اسلام سے خروج کے ہوتے ہیں اور کبھی اس کفر کے جو اس سے کم تر ہوتا ہے۔

یہی مطلب ہے ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس کے قول "کفردون کفر" کا کہ یہ ایسا کفر ہے جو اس کفر سے کم درجہ کا ہے جس کے معنی دائرہ اسلام سے خروج کے ہیں۔ یہ حدیث نہایت پر زور انداز سے یہ ثابت کرتی ہے کہ لفظ کفر کبھی کبھی فسق اور معصیت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ: وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر اللہ (الحجرات ۹)

میں لفظ بغت کو معصیت ہی کے معنی میں ذکر کیا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ عزوجل نے اس باغی گروہ کا ذکر کیا ہے جو حق پر قائم رہنے والے اہل ایمان کے گروہ سے برسرپیکار ہو اس کے باوجود اس باغی گروہ پر کفر کا حکم نہیں لگایا گیا ہے جب کہ حدیث صاف کہہ رہی ہے۔ قتالہ کفر۔ اس کا مطلب یہ ہو اکہ قتالہ کفر میں کفر سے مراد وہ کفر نہیں جس کے معنی دائرہ اسلام سے خروج کے ہیں بلکہ یہ کفر اس سے کم درجہ کا کفر ہے جیسا کہ ابن عباس نے اوپر والی آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں اس کی وضاحت کی ہے لہٰذا مسلمان کا مسلمان سے قتال کرنا یعنی اعتداء فسق اور کفر تو ہے لیکن یہ کفر کفر اعتقادی نہیں کفر عملی ہے۔

یہیں سے یہ نازک نکتہ نکلا ہے جس کی وضاحت امام حق شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید علامہ ابن قیم الجوزیہ نے فرمائی ہے۔ ان دونوں نے کفر کی اس تقسیم کا بار بار اعادہ و اظہار کیا ہے۔ "جس کا علم ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس کے اس مختصر اور جامع لفظ کفر دون کفر کے ذریعہ انہیں ہوا تھا" اس لئے کفر عملی اور کفر اعتقادی میں تفریق لازمی ہے۔ اگر یہ فرق نہیں کیا گیا تو مسلمان غیر شعوری طور پر مسلمانوں کی تکفیر کے فتنہ میں گرفتار ہوتے رہیں گے جیسا کہ قدیم عہد کے خوارج اور موجودہ دور کے بعض نامعقول لوگ جو ان کی روش پر چل رہے ہیں اس فتنہ میں برابر ملوث رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد "وقتالہ کفر" میں کفر سے دائرہ اسلام سے خروج مراد نہیں۔ اس کی تائید میں بہ کثرت روایتیں موجود ہیں۔ اگر کوئی ذخیرہ احادیث میں وارد ان روایات کو ڈھونڈ کر ایک جگہ جمع کر دے تو ایک مفید رسالہ تیار ہو جائے گا۔

اس میں ان لوگوں کے خلاف دلیل قطعی ہے جو مذکورہ بالا آیت پر توقف کرتے اور اس کی تفسیر لازماً کفر اعتقادی سے کرتے ہیں۔ بنابریں تنہا یہی روایت ہمارے موقف کی تائید کے لئے کافی ہے کیونکہ یہ اس امر پر دلیل قاطع ہے کہ مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے لڑنا کفر ہے اور یہ کفر کفر عملی کے معنی میں ہے نہ کہ کفر اعتقادی کے۔

اس کے بعد جب ہم "جماعت تکفیر" کی طرف اور ان کے اس اطلاق کی طرف چلے وہ اور ان کے حکام اور ان کے پرچم کے نیچے زندگی گزارنے والوں بالخصوص ان کے زیر سایہ رہنے والوں اور ان کی ماتحتی میں کام کرنے والوں پر روا رکھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں کا نقطہ نظریہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ معاصی کے مرتکب ہیں اس لئے کافر ہیں۔

جماعت التکفیر اور ہجرت کے تعلق سے کچھ باتیں

منجملہ ان امور کے جن کا ذکر سائل نے ابھی ہم سے کیا ہے ہم نے کچھ لوگوں سے جو جماعت تکفیر سے وابستہ تھے پھر اللہ نے انہیں ہدایت کی توفیق دی۔ کچھ باتیں سنیں۔ ہم نے ان سے کہا فرض کیجئے آپ نے بعض حکام کو کافر کہہ دیا لیکن یہ بتایئے کہ حکام کے علاوہ دیگر لوگوں مثلاً" مساجد کے ائمہ و خطباء اور موذنین وغیرہ کو آپ کافر کیوں کہتے ہیں۔ اسی طرح دینی مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ کی کیوں تکفیر کرتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے کہ ان لوگوں کو کافر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ان حکام کے فیصلوں کو مان لیتے ہیں جو "غیر ماانزل اللہ" سے فیصلے کرتے ہیں۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ کفر عملی کفر اعتقادی میں اس وقت بدلتا ہے جب یہ رضائے قلبی ہو۔ اب آپ بتایئے کہ کون سا حاکم ایسا ہے جو "ماانزل اللہ" کے علاوہ سے فیصلہ کرتا ہو اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اس کا فیصلہ ہی فی زمانہ قابل قبول ہے اور کتاب و سنت میں وارد منصوص حکم شرعی ماننے کے لائق نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی ایسا سمجھتا ہے تو اس کا یہ کفر کفر اعتقادی ہے۔ کفر عملی نہیں۔ لیکن لولا" آپ تمام حکام یا بیشتر حکام پر جو مغربی آئین و قوانین کی رو سے فیصلے کرتے ہوں یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ اگر ان سے پوچھا

جائے تو وہ لازماً" جواب میں یہی کہیں گے کہ ان کا فیصلہ ہی حق و انصاف اور اس عہد کے تقاضوں کے مطابق ہے اور اسلامی قوانین کی رو سے لیا گیا فیصلہ درست نہیں۔

اگر وہ یہ پوچھے جائیں تو آپ نہیں کہہ سکتے ان کا جواب یہی ہو گا کہ اس عہد میں ماانزل اللہ سے فیصلہ درست نہیں۔ اگر انہوں نے ایسا کہا تو بلاشبہ وہ کافر ہیں پھر جب آپ رعایا اور محکومین کی سطح پر اتر کر غور کریں تو ان میں آپ کو علماء اور صلحاء بھی نظر آئیں گے پھر محض اس وجہ سے کہ وہ ایک ایسی حکومت کے زیر سایہ زندگی گزار رہے ہیں جس کی ماتحتی میں انہیں کی طرح آپ بھی ہیں۔ آپ ان کی تکفیر کیوں کر کر سکتے ہیں اور انہیں کیسے بر سرعام کافر کہہ سکتے ہیں اور وہ بھی مرتد کے معنی میں۔ یہ صحیح ہے کہ "ماانزل اللہ" ہی سے فیصلہ کرنا واجب ہے لیکن محض عمل سے حکم شرعی کی مخالفت اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس کے کرنے والے پر مرتد ہونے کا حکم داغ دیا جائے۔

منجملہ ان مناقشات کے جن سے ان کی غلطی اور گمراہی واضح ہو جاتی ہے ہم نے ان سے کہا کہ آپ اس مسلمان پر جو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی گواہی دیتا ہو اور کبھی کبھی خواہ کم یا زیادہ نماز پڑھ لیتا ہو' ارتداد کا حکم کب لگائیں گے۔ کیا اس کے لئے ایک دفعہ "غیر ما انزل اللہ" سے فیصلہ کر لینا کافی ہو جائے گا یا یہ ضروری ہو گا کہ وہ اپنی زبان قال یا حال سے اس کا اعلان کرے کہ وہ دین سے مرتد ہو گیا ہے تو ان سے اس کا کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ پھر میں مجبور ہوا کہ انہیں ایک مثال سے سمجھاؤں۔ میں نے کہا فرض کیجئے کہ ایک حاکم جس کی عام عادت یہ ہو کہ وہ از راہ شرع ہی فیصلہ کرتا ہو لیکن ایک بار اس کا قدم پھسل جاتا ہے اور وہ ایک مسئلہ میں خلاف شرع فیصلہ دے دیتا ہے یعنی حق ظالم کو دے دیتا ہے اور مظلوم محروم رہ جاتا ہے کیا یہ "غیر ماانزل اللہ" سے فیصلہ ہے یا نہیں؟ آپ یقیناً" یہی کہیں گے کہ ہاں ہے۔ اب آپ یہ بتائیے کہ کیا آپ اس قاضی کے متعلق یہ کہیں گے کہ وہ کافر اور مرتد ہو گیا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم اس پر کافر و مرتد ہونے کا حکم نہیں لگا سکتے۔ اس پر ہم نے ان سے پوچھا کیوں نہیں؟ تو انہوں نے کہا' کیونکہ اس سے صرف ایک ہی بار ایسا ہوا ہے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ فرض کیجئے پھر وہ دوبارہ یہی یا اس طرح کا کوئی فیصلہ خلاف شرع کر دیتا ہے کیا وہ کافر ہو جائے گا اور میں لگا اسے دہرائے کہ اس نے تیسری اور چوتھی دفعہ بھی اسی طرح خلاف شرع فیصلہ دیا تو آپ اسے کب کافر کہیں گے۔ ظاہر ہے کہ آپ اس کے خلاف شرع فیصلوں کی تعداد کی کوئی حد متعین نہیں کر سکتے۔ اس کے برخلاف اگر آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص "غیر ما انزل اللہ" سے فیصلہ کرنے کو مستحسن سمجھتا ہے اور فیصلہ شرعی کو قبیح گردانتا ہے تو بلا جھجک آپ اس پر ارتداد کا حکم لگا سکتے ہیں۔

اس کے برعکس آپ اسے دسیوں خلاف شرع فیصلے کرتے دیکھتے ہیں لیکن جب آپ اس سے پوچھتے ہیں کہ تم "غیر ما انزل اللہ" سے کیوں فیصلے دیتے ہو تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوتا ہے یا میں نے اس سے رشوت لے لی ہے (اور یہ پہلے سے بھی زیادہ ہے) تو آپ اس کی تکفیر نہیں کر سکتے جب تک وہ یہ ظاہر نہ کر دے کہ وہ "ما انزل اللہ" سے فیصلہ کرنے کو درست نہیں سمجھتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ کفر' فسق اور ظلم۔ ان تینوں کی دو دو قسمیں ہیں' ایک کفر' فسق اور ظلم وہ ہے جس کے ارتکاب سے انسان دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ اس کام کو دل سے حلال جانتا ہے۔ دوسری قسم اس کے برعکس ہے جس کے معنی قلبی استحلال کے بجائے عملی استحلال کے ہوتے ہیں۔

عصاۃ کی تکفیر جائز نہیں

عصاۃ بالخصوص عملی استحلال کے قبیل کی برائیوں مثلاً" سود' زنا' شراب خمر وغیرہ جو اس دور میں عام ہیں کے مرتکبین کو محض ان برائیوں کے ارتکاب اور عملی استحلال کی وجہ سے کافر کہنا جائز نہیں۔ الا یہ کہ ان کی طرف سے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ اسے حلال سمجھتے ہیں اور جن چیزوں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے انہیں حرام نہیں مانتے۔ اگر ان کی اس قلبی مخالفت کا پتہ چل جائے تو بلا دریغ ان پر ارتداد اور اسلام سے خروج کا حکم لگایا جا سکتا ہے لیکن اگر یہ معلوم نہ ہو سکے تو ان کی تکفیر قطعاً" درست نہیں کیونکہ خطرہ ہے کہ ہم خود نبی ﷺ کے فرمان: اذا قال الرجل لا خيه يا كافر فقد باء بها احدهما (جب آدمی اپنے بھائی کو "اے کافر!" کہتا ہے تو یہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور پلٹتا ہے۔)

کی وعید میں داخل نہ ہو جائیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو اس معنی میں وارد ہیں۔ اس تعلق سے ہم یہاں اس صحابی کا واقعہ ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جو ایک مشرک شخص سے مصروف قتال تھے جب اس مشرک نے دیکھا کہ وہ مسلمان صحابی تلوار کی زد میں آگیا ہے تو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھ دیا لیکن صحابی نے اس کے کلمہ پڑھنے کی پرواہ نہیں کی اور اسے قتل کر دیا۔ جب نبی ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو آپ نے اس پر اپنی شدید ناراضگی کا اظہار کیا۔ یہ دیکھ کر اس صحابی نے یہ عذر پیش کیا کہ اس نے قتل کے ڈر سے یہ کہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا هلا شققت عن قلبه تم نے کیوں اس کا دل پھاڑ کر نہیں دیکھ لیا۔ آپ نے یہ جملہ اس لئے فرمایا کیونکہ کفر اعتقادی کا عمل سے کوئی علاقہ و رشتہ نہیں ہوتا۔ اس کا تعلق صرف دل سے ہوتا ہے اور ہم فاسق اور فاجر' زانی اور سارق اور سود خور کے دل کی بات نہیں جان سکتے' الا یہ کہ وہ زبان سے اس کا اظہار کر دے۔ رہا اس کا عمل تو اس سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے عمل سے شریعت کی مخالفت کی ہے۔ اور ہم

ں سے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ تم نے شریعت کی الفت کی ہے اور فسق و معصیت کا کام کیا ہے لیکن نہیں کہہ سکتے کہ تو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ جب تک اس سے کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہو جائے جو اللہ کے نزدیک اس پر ارتداد کا حکم لگانے کے لئے عذر بن سکے۔ اسی وجہ سے اسلام میں ظاہر و معروف ہی پر حکم لگتا ہے جیسے آپ کا ارشاد من بدل دینہ فاقتلوہ ہے۔ اس کے ساتھ ان لوگوں سے جو مسلمان حکام کی تکفیر کرتے ہیں' میں برابر یہ کہتا رہا ہوں کہ فرض کیجئے یہ حکام کافر اور مرتد ہیں تو آپ ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ کفار بلاد اسلام پر قبضہ کئے ہوئے ہیں اور ہم فلسطین پر یہود کے غاصبانہ قبضے کے صدمہ سے برابر تڑپ رہے ہیں لیکن ہم اور آپ ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر آپ ان حکام کا جنہیں آپ کافر کہتے ہیں کیا بگاڑ لیں گے۔ آپ ان باتوں کو نظر انداز کر کے وہ بنیادی کام کیوں نہیں شروع کرتے جس پر اسلامی حکومت کی بناء رکھی جا سکے اور وہ کام رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع ہے جس پر آپ نے صحابہ کرام کی مقدس جماعت کی تربیت کی تھی اور جس کے اصول و اساس پر انہیں پروان چڑھایا تھا۔ اس قسم کے مناسبات پر میں بار بار اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ مسلمان تنظیموں اور جماعتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ صرف ارض اسلام ہی پر نہیں بلکہ پوری روئے زمین پر اسلامی حکومت کی بحالی کے لئے صدق دل سے کام کریں تاکہ اللہ کا فرمان: ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (الصف ۹) عملی طور پر صادق آسکے اور مسلمان اس نص قرآنی میں کئے گئے وعدہ کو اپنے عمل سے سچ کر دکھائیں کیونکہ بعض صحیح احادیث میں وارد ہے کہ اس آیت میں دین کے جس غلبہ کا ذکر ہے اس کا اتمام بعد میں ہوگا۔ کیا اس کا راستہ ان حکام کے خلاف ہے جنہیں یہ کافر و مرتد کہتے ہیں۔ صرف بغاوت کا اعلان رہ گیا ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک غلط خیال ہے اور اپنے اس غلط خیال کے ساتھ وہ غلبہ اسلام کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر آخر اس کا صحیح راستہ کیا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا راستہ وہی ہے جس کا اظہار رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ میں بار بار اپنے اصحاب سے کرتے تھے۔ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے۔

لہٰذا جملہ مسلمانوں بالخصوص ان تمام لوگوں پر جو اپنی توجہ اسلامی حکومت کی بحالی پر مرکوز رکھتے ہیں لازم ہے کہ اس کام کا آغاز وہیں سے کریں جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور وہ دو چیزیں ہیں جنہیں ہم تصفیہ اور تربیت کا بڑا اچھا نام دے سکتے ہیں اور یہ اس وجہ سے کہ ہم اس حقیقت سے آگاہ ہیں جس سے غلو پسند جن کا کام سوائے حکام کی تکفیر کے کچھ اور نہیں یا تو غافل ہیں یا جان بوجھ کر اس سے غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ لوگ تو اپنی اس حرکت سے باز نہیں آسکتے اور حکام کے خلاف کفر کے فتوے برابر داغتے رہیں گے۔ جس سے بدامنی اور شورش کے ان واقعات کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا جو ادھر چند سالوں سے پیش آرہے ہیں اور جن کی ابتداء حرم کے حادثہ سے ہوئی تھی اور جس کا سلسلہ فتنۂ 'مصر' اور سادات کے قتل اور بہت سے بے قصور مسلمانوں کی جانوں کے ضیاع تک وسیع ہے اور اس کے بعد شام اور افسوس اب پھر مصر اور الجزائر میں یہی واقعات برابر دہرائے جا رہے ہیں۔ ان سب چیزوں کی اصل وجہ دراصل کتاب و سنت کے بہت سے نصوص کی مخالفت ہے جن میں سب سے اہم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا (الاحزاب:۲۱) اگر ہم زمین پر حکومت الہیہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس کی ابتداء ہم حکام سے قتال کے ذریعہ کریں گے یا ہم اس کی شروعات وہاں سے کریں کے جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے اس کی شروعات کی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا جواب یہی ہے کہ لقد کان فی رسول اللہ ﷺ اسوۃ حسنۃ اب یہاں سوال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس چیز سے ابتداء کی تھی۔

آپ بخوبی اس بات سے واقف ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کی ابتداء ان افراد کے درمیان کی تھی جن کے متعلق آپ ﷺ یہ سمجھتے تھے کہ ان میں قبول حق کی استعداد موجود ہے۔ پھر آپ ﷺ کی دعوت کو جنہوں نے قبول کیا جیسا کہ سیرت نبوی سے جو لوگ واقف ہیں انہیں معلوم ہے اور پھر اس کے بعد مکہ کے مسلمانوں پر ایذا رسانی اور دار و گیر کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا اور پھر ہجرت اولیٰ اور اس کے بعد ہجرت ثانیہ کا حکم ملا اور ایذاء رسانی کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ تا آنکہ مدینہ منورہ میں اللہ نے مسلمانوں کو استحکام و استقرار بخشا پھر دشمنان اسلام سے جھڑپوں کی ابتداء ہوئی اور اس کے بعد ایک طرف مسلمانوں اور کافروں میں اور دوسری طرف مسلمانوں اور یہودیوں میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ اس طرح یہ سلسلہ آگے بڑھتا گیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اس کی ابتداء اسلام کو لوگوں میں عام کرنے سے کریں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا لیکن ہمارے لئے اسلام کی نشر و اشاعت ہی پر اکتفا کر لینا کافی نہ ہوگا کیونکہ اسلام میں بہت سے ایسے اجنبی عناصر کی آمیزش ہو گئی ہے جن کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ یہ باہر سے آکر اس میں دخیل ہو گئے ہیں۔ جو اسلام کی شاندار عمارت کے انہدام کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے اسلام کے داعیوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسلام کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ اسلام کو ان اجنبی عناصر سے پاک وصاف کرنے کے عمل کا بھی آغاز کیا کریں۔

(باقی ص ۱۵ پر)

ہم

نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی [پورسلین] کے اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں

استعمال میں اعلیٰ —— چلنے میں دیرپا

دادا بھائی سرامک انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۲۵ر بی سائٹ کراچی۔ فون نمبر ۲۵۷۷۷۵۳

ایمان اللہ کی سب سے بڑی نعمت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

حضرت مولانا مدظلہ نے یہ تقریر ۸ نومبر ۹۵ء کو مولوی محمد خالد ندوی غازی پوری کے وطن نرائن پور میں مدرسہ سراج العلوم رحمانیہ کی نئی مسجد اور مدرسہ کی عمارت کے سنگ بنیاد رکھنے کے وقت ارشاد فرمائی' مولوی اکرام الحق ندوی نے ٹیپ کی مدد سے قلم بند کیا ہے' افادہ عام کے لئے ہدیہ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین و من دعا بدعوتھم الی یوم الدین

حضرات! یہ موقع بار بار نہیں آتا' میں آپ سے کیا کہوں۔ اللہ نے اہل جنت کی زبان سے کہلوایا ہے۔ الحمدللہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ'

سب شکر اور سب احسان ہے' اس پروردگار کا جس نے ہم کو یہاں تک پہونچایا' ہم یہاں تک نہیں پہونچ سکتے تھے اگر اللہ ہماری دستگیری اور رہنمائی نہ فرماتا' پھر اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے بڑے کام کی بات ادا کروا رہا ہے' کہ کوئی یہ سمجھے کہ ہم اپنی ذہانت' اپنے علم' اپنی محنت اور نسبی شرافت سے' اپنی دولت اور بلندی کے ذریعہ یہاں تک پہونچے ہیں' لقد جاءت رسل ربنا بالحق۔ یہ سب فیض اور صدقہ ہے ان پیغمبروں کا جن کو اللہ نے ہماری ہدایت کے لئے بھیجا' اور جنہوں نے ہمیں یہ راستہ دکھایا اور پھر اللہ نے توفیق دی کہ ہم اس راستے پر پڑے۔

بھائیو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ کے ہم پر آپ پر بہت سارے انعامات ہیں' پہلی بات تو یہ ہے کہ جو انعامات اور احسانات کی جڑ ہے' وہ زندگی ہے کہ اللہ نے ہم کو اس دنیا میں بھیجا' اگر وہ نہ بھیجتا اور ہم اس دنیا میں نہ آتے تو کچھ بھی نہ ہوتا' نہ ہدایت ہوتی نہ اللہ کے رسول کی اطاعت ہوتی' نہ مدرسے قائم ہوتے' نہ قرآن مجید حفظ کیا جاتا' نہ دین کی تعلیم حاصل کرتے' نہ اللہ کا قرب حاصل کرتے نہ حج کرتے' نہ زکوۃ دیتے' دیکھئے جب آدمی کسی جگہ پہونچ جاتا ہے تو اس کو خیال آتا ہے کہ یہ ہمارا کمال ہے اور یہ ہماری محنت' ہماری بصیرت ہے' ہماری ذہانت ہے اور ہماری جفاکشی ہے' ہماری خوش قسمتی ہے' یہ سب خیالات آدمی کو آتے ہیں لیکن لوگ جنت میں پہونچیں گے تو کہیں گے الحمد للہ الذی ھدانا' سب شکر ہے اللہ کا' یہاں اپنی ذہانتوں اور اپنی عبادتوں اور ریاضتوں اور اپنے مطالعے سے نہیں پہونچے اس لئے کہ دنیا کو ہم دیکھ رہے ہیں دنیا والوں کے پاس سب چیزیں موجود ہیں روس اور امریکہ والوں کے پاس کیا کچھ نہیں ہے علم نہیں ہے؟ ذہانت نہیں ہے؟ کمالات نہیں ہیں؟ ایجادات نہیں ہیں؟ تجربے نہیں ہیں؟ بڑے بڑے ماہرین فن نہیں ہیں' لیکن ہدایت سب کو نصیب نہیں' ہدایت بھی ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کو کوئی ایسا ہدایت والا مل جاتا ہے' اور اللہ ہی ان کو ہدایت دینا چاہتا ہے' تو یہ پورا جملہ بالکل ایک معجزہ ہے جو اللہ نے کہلوایا ہے' اللہ نے اس کو قرآن مجید میں اس لئے جگہ دی ہے' جو بات اہل جنت' جنت میں پہونچ کر کہیں گے اللہ نے وہ بھی اپنے کلام میں داخل کر دی' اسے سکھانے کے لئے' پہلی بات یہ ہے کہ ہم اسے سمجھیں' یہ سب اللہ کا احسان ہے' یہ دیکھئے کہ جس علاقے میں آپ ہیں۔ سارا ہندوستان' جیسے آپ کا ضلع غازی پور اور پھر پورا یوپی' پھر اور بڑھ کر ایشیا اور پھر بڑھ کر دنیا' کتنے آدمی ہیں جن کو ہدایت ملی' کتنے آدمی ہیں جو کلمہ پڑھتے ہیں' اور اس کو پیدا کرنے والا سمجھتے ہیں' الا لہ الخلق والامر' رب العالمین کہتے ہیں' کیا ذہانت' علم اور مطالعہ کی کمی ہے' کمی ہے تو صرف توفیق الٰہی کی' پہلے تو آپ یہ شکر کریں کہ اللہ نے آپ کو زندگی عطا کی' انسانوں کا یہ جنگل ہے' یہ انسانوں کی آبادی ہے' جس میں کیسے کیسے پڑھے لکھے لوگ ہیں' بڑے بڑے اسکالر اور اسپیشلسٹ ہیں بڑے بڑے ذہین ہیں لیکن ہدایت سے محروم' کلمہ بھی نصیب نہیں' دنیا کے پیدا کرنے والے کی پہچان و معرفت بھی نہیں کہ دنیا کو کس نے پیدا کیا' اور کون چلا رہا ہے' سب کر رہے ہیں مگر کسی کو نہیں معلوم' اگر ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ کون سی جگہ ہے' یہ مدرسہ ہے یا ایسے ہی کسی کا گھر ہے۔ ہم تھوڑی ہی دیر ٹھہرے ہیں اور کون ہمیں ٹھہرا رہا ہے اور کون ہمیں آرام پہونچا رہا ہے اور کون ضرورت کی چیزیں مہیا کر رہا ہے' اور کون ہمارا استقبال کر رہا ہے' تو آپ کیا کہیں گے' سوچئے تو لوگ اس دنیا میں ساٹھ ساٹھ برس' ستر ستر برس گزار رہے ہیں' کتب خانے کے کتب خانے موجود ہیں' سائنس کی بڑی سے بڑی تجربہ گاہیں موجود ہیں؟ لیکن کسی کو خبر نہیں کہ دنیا کو بنانے والا کون ہے' چلانے والا کون ہے' اور ہدایت کیا چیز ہے کون سا

عقیدہ صحیح ہے، کون غلط ہے، اس دنیا کا پیدا کرنے والا کون ہے، اس کی کیا صفات ہیں، اس کا ہم پر کیا حق ہے، یہ نہیں جانتے، ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں، کہ اللہ نے آپ سب پر اتنا بڑا انعام فرمایا کہ اس جنگل اور اس علاقہ میں اللہ نے اپنے نیک بندوں کو بھیجا، انہوں نے آپ کو دین کی دعوت دی اور رشتے قائم کئے، تھوڑا سا ہمارا بھی رشتہ ہے کہ آپ کے یہاں جو بزرگ آئے جن کا نام بار بار لیا گیا ہے، شیخ صلاح الدین صاحب کڑا مانک پور سے آئے، اور کڑا مانک پور ہمارا وطن ہے، ہمارا جدی وطن ہے، قطب الدین چشتی جو مدینہ طیبہ سے آئے تھے، جو قطب مدنی کہلاتے ہیں ہم سب لوگ ان کی اولاد میں ہیں، ہمارا یہ رائے بریلی، فتح پور ہنسوا، مانک پور، الہ آباد پھر پاکستان میں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں ہوں گے ہمارے خاندان کے، یہ سب قطب الدین کی اولاد ہیں، کوئی اپنے کو قطبی، کوئی حسنی اور کوئی مدنی لکھتا ہے تو ہمارا آپ کا ایک رشتہ بھی نکلا، آپ کے بزرگ محسن اور مربی صلاح الدین صدیقی صاحب کڑا مانک پور ہی میں بسے، وہیں قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے، ان کی اولاد میں بڑے چوٹی کے عالم، اور بڑے بڑے مجاہد پیدا ہوئے بڑے بڑے مصلح پیدا ہوئے، جن میں سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ مشہور ہیں، جن کی وجہ سے ایک نیا دور شروع ہوا، اس سے اندازہ کیجئے کہ تیس لاکھ تو ان لوگوں کی تعداد ہے جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور شرک و کفر سے توبہ کی اور چالیس ہزار ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے یہ معتبر اعداد و شمار ہیں جو کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں، حد تو یہ تھی کہ جس نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، اسی وقت اس کو شرک سے نفرت ہو جاتی تھی، بدعت اور بداخلاقیوں سے نفرت ہو جاتی تھی، کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی، اس کی زندگی نئے سانچے میں ڈھل جاتی تھی، یہ بات تو تسلسل سے سنی گئی ہے، اور بزرگوں سے سنا ہے اور جتنے محقق اور انصاف پسند لوگ ہیں سب اس کو مانتے ہیں، سب سے اہم چیز یہ ہے کہ آپ اس دولت کی حفاظت کریں، اس دولت ہدایت کی حفاظت کریں، الحمد للہ الذی ھدانا لھذا، شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو یہاں تک پہونچایا۔ اور ہمیں ہدایت دی، آپ کا یہاں آنا مبارک، آپ کے مکانات مبارک، آپ کی کھیتیاں مبارک، اولاد بھی مبارک، بیٹے پوتے، نواسے سب مبارک، اللہ ان کی زندگیوں میں برکت دے اور ان کو توفیق دے، لیکن سب سے جو بڑی نعمت آپ کے پاس ہے وہ کلمے کی نعمت ہے، آپ اس کو خوب اچھی طرح سے لکھ لیجئے کہ یہ سب چیزیں کام آنے والی نہیں تھیں اور یہ زندگی کتنی ہے، اسی، نوے برس کی عمر ہوئی، اس کے بعد کچھ نہیں، وہاں یہی کلمہ کام آئے گا، یہی نمازیں کام آئیں گی، یہی ہدایت کام آئے گی، نہ جائداد، نہ اولاد، نہ گھر کام آئیں گے، نہ شہرت نہ عزت کام آئے گی، کوئی چیز کام نہیں آئے گی، اس وقت ہم جو کچھ بھی آپ سے تھوڑے وقت میں کہہ سکتے ہیں وہ یہ کہ اپنے ایمانوں کی حفاظت کیجئے، اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی حفاظت کیجئے اور اس کی فکر رکھئے، ہم نے کئی بار اپنی تقریروں میں کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام خود پیغمبر، باپ، دادا پیغمبر اور ان کی اولاد پیغمبر کی چوتھی پشت تھی، جیسے ہی انہوں نے آنکھ کھولی اور ہوش سنبھالا ان کے کان میں جو آواز پہونچی وہ یہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، کوئی اس کارخانے کو چلانے والا نہیں، کوئی روزی دینے والا نہیں، اور کوئی جلانے اور مارنے والا نہیں بچپن سے دین گھٹی میں پڑا تھا، لیکن یعقوب علیہ السلام کی نبوت کی شان تھی اور دین سے محبت تھی اور اولاد سے بھی محبت کا تقاضا تھا، انہوں نے کہا جب وہ سمجھ گئے کہ اب زیادہ رہنا نہیں بالکل آخری وقت ہے، سب بچوں کو جمع کیا، بیٹے بھی ہوں گے، پوتے بھی ہوں گے، نواسے بھی ہوں گے، انہوں نے اچھی عمر پائی، انہوں نے کہا۔ "ماتعبدون من بعدی" بیٹو، پوتو، نواسو، یہ بتادو کہ میرے بعد تم عبادت کس کی کروگے، اگر کوئی پوچھتا کہ حضرت یہ بات پوچھنے کی ہے، یہ کس کے بیٹے ہیں، کس کے پوتے ہیں، کس کی اولاد ہیں، آپ کے گھر میں سوائے اللہ کی عبادت کے دیکھا کیا، کیا بت بھی گھسنے بھی پائے تھے، اس کو ٹھوکر مار کر ایک گندگی کی طرح نکال دیتے، اللہ کے علاوہ کسی کا نام لیتے تو طمانچے مارتے اور اس کو گھر سے نکال دیتے، تم ہمارے گھر میں اللہ کے علاوہ غیر اللہ کا نام لیتے ہو! اس گھر میں دیکھا کیا ہے سنا کیا ہے، اس گھر میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت کیا، جب محبت ہوتی ہے تو فکر ہوتی ہے۔

عشق است و ہزار بدگمانی

عشق اور ہزار بدگمانیاں، تو اب ہم مسلمانوں کو دین سے وہ محبت نہیں رہی، سب کچھ کریں گے اپنی اولاد کے لئے، کہاں سے کھائیں گے، کیا ان کو پڑھانا چاہئے، اور ذرا سا بیمار ہو تو حکیم، ڈاکٹر اور سب کچھ لائیں گے لیکن اس کی فکر نہیں کہ اس کا ایمان باقی رہے گا یا نہیں، ہمارے بعد اس راستے پر رہیں گے یا کسی اور راستے پر چلے جائیں گے، اب مسلمانوں کو اس کی فکر بہت کم ہو گئی ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ آئندہ نسل کی کوئی ضمانت نہیں، اطمینان نہیں کہ یہ بھی توحید کی قائل ہوگی، خدا کے علاوہ کسی کو خالق، رازق نہیں سمجھے گی، ہماری اولاد اسی سے مانگے گی، اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے گی، اسی سے ڈرے گی، پھر دین اسلام پر فخر کرے گی، اور سب کچھ دینے کے لئے تیار ہوگی جائداد تک، لیکن دین و ایمان کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگی، سر کٹ دیا جائے مگر اللہ کے سوا کسی کے سامنے سر جھکانے کو تیار نہ ہوگی اس وقت ہندوستان میں خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ "ماتعبدون من بعدی" کوئی کہنے والا نہیں رہ گیا ہے، اپنی اولاد سے پوچھے کہ ہمارے بعد تم کس راستہ پر چلوگے، کس دین پر رہوگے، یہ سب سے ضروری ہے، یہ تو زندگی میں کرنے کا کام ہے، ایسا انتظام بنا کر جائیں کہ آپ کی اولاد اس دین پر قائم رہے، صرف قائم ہی نہ رہے، بلکہ دین کی غیرت اور دین کا جذبہ

ہو اس کے اندر۔ اور اس کو دین پر فخر ہو' خدا کا شکر ہے کہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ ان شاء اللہ یہاں سے یہی چیز پھیلے گی اور پیدا ہوگی' اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے' اب کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتا' بہت دیر سے پروگرام چل رہا ہے' اپنے عقیدے کی حفاظت کریں' اور اپنی آئندہ نسل کے متعلق اطمینان کرلیں' اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو موقع دیا' ہر ایک کو یہ موقع نہیں ملتا' معلوم نہیں آپ کہاں ہوں' آپ کی اولاد کہاں ہو' یہیں رہ کر اور ابھی سے اس کا اطمینان کریں' اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا قصہ سنا کر ہمیں غیرت دلائی اور احساس دلایا کہ دیکھو' یہ ہوتی ہے محبت دین کے ساتھ' حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا دیکھو بیٹو' پوتو' نواسو' میری پیٹھ قبر سے لگے گی نہیں' جب تک میں یہ نہ سن لوں' اور یہ سن کر نہ جاؤں کہ تم لوگ صحیح دین' اللہ کے دین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر قائم رہو گے یہ بتادو' پھر ہم قبر میں چین سے سوئیں گے' ان سب نے کہا نعبد الٰھک والٰہ آباءک ابراھیم و اسحٰق الٰھا واحدا" ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی' آپ کے باپ اور چچا اور دادا کے معبود کی' تب ان کو اطمینان ہوا۔

بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں' اپنے دین کو قائم رکھنے کی کوشش کریں' اس پر ذرا آنچ نہ آنے پائے' اپنے عقیدہ توحید پر' عقیدہ آخرت پر دھبہ نہ آنے پائے' پھر اچھے اخلاق پر' جو غیر مسلموں کے لئے باعث کشش ہوں۔ اور وہ اسلام کے مطالعہ کے لئے آمادہ ہوں کہ یہ کون سا دین ہے' جس کی وجہ سے ان لوگوں میں یہ بات ہے' آپ کی نگاہیں نیچی ہوں' آپ کے اخلاق درست ہوں' آپ کے اندر انسانی ہمدردی ہو' آپ کے اندر اس فساد سے نفرت ہو جو اس وقت ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے' کیا ہو رہا ہے' روپیہ پوجا جارہا ہے' دلہنیں ماری اور جلائی جارہی ہیں' کم جہیز لے کر آئی' ابھی ایک مسلمان نے اپنی ایک بہو کو جلادیا کہ وہ کم جہیز لے کر آئی تھی' حالانکہ خبر میں لکھا ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ جہیز دیا جاسکتا تھا' لے کر آئی تھی۔ ان چیزوں سے آپ کو نفرت ہو آپ کا نمونہ ہندو بھائی کے سامنے ایسا آئے کہ وہ کہیں کہ تم نے یہ کہاں سے سیکھا' تم کو یہ کس نے بتایا مجھے بھی بتاؤ' تمہاری نگاہیں نیچی رہتی ہیں' تم میں خدا کا ڈر ہے' تمہارے اخلاق درست ہیں' تم کسی اور کے پجاری نہیں ہو' تم اللہ کے پجاری ہو۔ اگر آپ یہ کریں گے تو اسلام پھیلے گا' اور آپ کے دائرہ سے نکل کر دوسرے لوگوں کے دائرہ تک پہونچے گا' اور اس دائرہ میں پہونچنے سے آپ کے دائرہ کی بھی حفاظت ہوگی' اور آپ کی اولاد کے متعلق اطمینان ہوگا' ان کے چاروں طرف سے دین کا احترام اور دین کی قدر ہے' سب مسلمان نہ ہوں لیکن سب اسلام کا احترام کریں اور دین کی قدر کریں' اللہ ہم سب کو توفیق دے۔

●

بقیہ: صراط مستقیم

تصفیہ و تطہیر کے اس عمل کے ساتھ ساتھ دوسری چیز جو اہم ہے وہ خالص اسلام کے نام سے جو جماعتیں اور تنظیمیں وجود میں آئی ہیں جب ہم ان کے کاموں کا جائزہ لیتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان جماعتوں نے اس پہلو سے کوئی خاص استفادہ نہیں کیا ہے سوائے یہ چیخنے چلانے کے کہ وہ اسلامی حکومت کا قیام چاہتی ہیں اپنی اسی دلیل سے انہوں نے بہت سے معصوموں کے خون سے ہولیاں کھیلیں۔ ان کے کتاب و سنت سے متصادم عقائد و نظریات کی گونج برابر ہمارے کانوں میں سنائی دیتی رہی ہے۔ یہاں اس کی مناسبت سے ہم ایک داعی اسلام کی بات نقل کررہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کے متبعین اس کا التزام کریں اور اسے عملی جامہ پہنائیں۔ وہ فرماتے ہیں: اقیموا دولۃ الاسلام فی قلوبکم تقم لکم علی ارضکم" "تم اپنے دلوں پر اسلام کی حکمرانی قائم کرو۔ اسلام تمہاری زمینوں پر خود بخود قائم ہوجائے گا۔"

یہ حقیقت ہے کہ مسلمان جب کتاب و سنت پر مبنی اپنے عقائد صحیح و درست کرلیں گے تو ان کے عبادات اور اخلاق و سلوک بھی صحیح و درست ہوجائیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس حکیمانہ بات کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں۔ حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے صرف چیخنا چلانا رہ گیا ہے۔ شاعر نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق کہا ہے:

ترجو النجاۃ ولم تسلک مسالکھا
ان السفینۃ لاتجری علی الیبس

تم نجات کی امید رکھتے ہو اور اس کے راستوں پر چلتے نہیں۔ یاد رکھو کشتی خشکی پر نہیں چلتی۔

●

بحضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صدقہ ہے تیرا ذات میری
دہن ہے میرا بات تیری
مخبر صادق ہے ذات تیری
لاریب ہے ہر بات تیری
نور ہدایت ہے ذات تیری
کٹ گئی ظلمتوں کی رات میری
اسوہ ہیں دن اور رات تیری
باعث نجات ہیں صفات تیری
شق القمر اور صاحب معراج ہے ذات تیری
اور بے نظیر ہے معراج کی رات تیری
شاہ لولاک ہے ذات تیری
ہر سو دو جہاں میں ہے بات تیری
شاہد ہے قرآن بے مثل ہے ذات تیری
اونچی ہے ہر ذات پات سے اک ذات تیری
قابل صد درود و سلام ہے ذات تیری
جاوید' صدقہ ہے تیرا ذات میری

حاجی جاوید اقبال چغتائی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قسط نمبر ۲

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور نوبل انعام

اغراض و مقاصد اور امکانات

قادیانی یہودی لابی ایک عرصہ سے کوشاں تھی کہ قادیانیوں کے ماتھے سے سیاہی کا یہ داغ کسی طرح مٹا دیا جائے۔ اور اس سڑے عضو کو جسد ملت سے کاٹ کر جو پھینک دیا گیا تھا کسی طرح دوبارہ جسد سے اس کا پیوند لگا دیا جائے۔ چنانچہ قادیانی یہودی لابی نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو ملنے والے نوبل انعام کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا۔ اور اسے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کا نشان قرار دے کر ڈاکٹر عبداسلام قادیانی کو "مسلمان سائنس دان" باور کرانے کی کوشش کی۔ قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" ربوہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں

"عالم اسلام کے قابل فخر سپوت اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے فدائی نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کہا کہ سائنس کے میدان میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کا صرف یہی طریق ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان ان علوم میں درجہ کمال کو پہنچیں۔

محترم ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ ہماری جماعت اسلام کے احیاء کے لئے کھڑی ہوئی ہے، اس لئے ہمیں چاہئے کہ دیگر علوم کے علاوہ سائنسی علوم میں بھی آگے بڑھیں اور کمال حاصل کریں۔ اور اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو دنیا میں دوبارہ قائم کریں۔ "

(الفضل ربوہ۔ ۱۳/ نومبر ۱۹۷۹ء)

۱۸/ دسمبر ۱۹۷۹ء کو پاکستان قومی اسمبلی ہال میں ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو نوبل انعام کی خوشی میں ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی۔ اس اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا۔ "میں پہلا مسلمان سائنس دان ہوں جسے یہ انعام ملا ہے۔ "

اس طرح قادیانیوں نے اٹھتے بیٹھتے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے "پہلا مسلمان سائنس دان" ہونے کا وظیفہ رٹنا شروع کر دیا۔ اس پروپیگنڈا کا مقصد ظاہر تھا کہ اگر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی "مسلمان" ہے تو باقی قادیانی بھی اسی کے ہم مذہب ہونے کے ناطے "پکے سچے مسلمان" ہیں۔

اس پروپیگنڈا کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے عرب بھائی اور دوسرے ممالک کے حضرات، جو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے مذہب و عقیدے سے واقف نہیں تھے، اس کو واقعتاً مسلمان سمجھنے لگے۔ چنانچہ مراکش کے شاہ حسن نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام ایک طویل شاہی فرمان جاری کیا جس کے ذریعہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مراکش کی قومی اکیڈمی کا رکن منتخب کیا۔ اور ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا کہ:

"آپ کی کامیابی سے اسلامی تہذیب و فکر جگمگا اٹھے ہیں۔ "

(روزنامہ الفضل ۲۹/ جون ۱۹۸۰ء)

سعودیہ کے شہزادہ محمد بن فیصل السعود نے اپنے برقیہ میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو تہنیت کا پیغام دیتے ہوئے کہا کہ:

"ڈاکٹر سلام کے لئے نوبل انعام مسلمانوں کے لئے باعث مسرت ہے۔ اور ہمیں اس پر بڑی مسرت ہوئی ہے۔ "

(قادیانی ہفت روزہ "لاہور" ۱۸/ نومبر ۱۹۷۹ء)

جنوری ۱۹۸۶ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ترجمان پندرہ روزہ "تہذیب الاخلاق" نے "عبدالسلام نمبر" نکالا، جس میں "اسلام اور سائنس" کے عنوان سے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ پروفیسر نسیم انصاری کے قلم سے شائع کیا گیا۔ جس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"ابتدا اس اقرار سے کرتا ہوں کہ میرا عقیدہ اور عمل اسلام پر ہے۔ اور میں اس وجہ سے مسلمان ہوں کہ قرآن کریم پر میرا ایمان ہے"

(صفحہ ۱۱)

اسی شمارے میں ایک مضمون "عبدالسلام۔ ایک مجاہد سائنس دان" کے عنوان سے پروفیسر آئی احمد (جو غالباً خود بھی قادیانی ہیں) کا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں۔

"وہ (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) اپنے دین اسلام کی حقانیت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ اور اس کی ہدایات پر سختی سے عمل بھی کرتے ہیں۔ "

(صفحہ ۳۵)

اسی پرچہ میں پروفیسر جان زمیان (یہ صاحب غالباً یہودی ہیں) کی ایک............... تقریر کا ترجمہ ڈاکٹر عالم حسین کے قلم سے ہے جس میں کہا گیا ہے۔

"عبدالسلام (قادیانی) دین اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی کو نظریہ وحدت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ "

(صفحہ ۳۷)

یہ میں نے چند مثالیں ذکر کی ہیں۔ ورنہ اس قسم کی بے شمار تحریریں موجود ہیں جن میں مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو اسلام کی سند عطا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گویا نوبل انعام کے حوالے سے قادیانی یہودی لابی کی طرف سے قادیانیت کو اسلام اور اسلام کو قادیانیت باور کرانے کی گہری سازش کی گئی، جس کے ذریعہ اچھے اچھے سمجھدار حضرات کو فریب دیا گیا ہے۔

(۳) مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی انعام کے ذریعہ اسلام کی سند حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے خر دجال کی طرح اسلامی ممالک کا دورہ کیا ہے اور جگہ جگہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" قائم کرنے کا نعرہ بلند کیا.......... جس سے یہ ثابت کرنا

مقصود تھا کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور ہمدرد عبدالسلام قادیانی ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک نے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نعرے سے مسحور ہو کر اس کی منظوری دے دی، روزنامہ نوائے وقت لکھتا ہے۔

"نوبل پرائز حاصل کرنے والے پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے ۱۹۷۳ء میں ایک تجویز پیش کی تھی کہ مسلمان ممالک کو مل کر ایک اسلامی سائنس فاؤنڈیشن قائم کرنی چاہئے۔ گزشتہ ہفتہ جدہ میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں اس ادارے کے قیام کا حتمی فیصلہ کر لیا گیا۔ یوں تو اسلامی سربراہ کانفرنس نے فروری ۱۹۷۴ء میں ہی ڈاکٹر عبدالسلام کی تجویز کی منظوری دے دی تھی۔ مگر اس پر عملدر آمد کرنے کا فیصلہ اب ہوا ہے۔ جدہ کی جس کانفرنس نے فاؤنڈیشن کے قیام کو عملی صورت دینے کا فیصلہ کیا ہے اس میں دوسرے اسلامی ملکوں کے سائنس دانوں کے علاوہ ڈاکٹر عبدالسلام نے خود بھی شرکت کی ہے اس موقع پر تمام مسلمان ملکوں کے سائنس دانوں نے ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز حاصل کرنے پر مبارکباد دی اور اسے اسلامی دنیا کے لئے قابل فخر کارنامہ قرار دیا۔"

(روزنامہ نوائے وقت اداریہ مورخہ ۱۸/ نومبر ۱۹۷۹ء)

سعودی عرب میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ لیکن "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کی فسوں کاری دیکھئے کہ جدہ میں ڈاکٹر عبدالسلام کی پذیرائی کی جاتی ہے۔ اسے سائنسی برات کا دولہا بنایا جاتا ہے۔ اور اس کو "اسلامی دنیا کے لئے قابل فخر" قرار دیا جاتا ہے۔

"بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست"؟

مسلمانوں کی خود فراموشی اور دشمنان اسلام کی عیاری و مکاری کا کمال ہے کہ حجاز مقدس کی برگزیدہ سرزمین کے شہر جدہ میں یہ باضابطہ تسلیم شدہ کافر و مرتد قادیانی "مسلم سائنس فاؤنڈیشن" کا اجلاس منعقد کروا کر اور اس کے دولہا کی حیثیت سے اس میں شرکت کر کے "المملکۃ السعودیۃ العربیہ" کے اس قانون کا کس طرح منہ چڑاتا ہے۔ جس کی رو سے سعودی عرب میں قادیانیوں کے لئے داخلہ اور ویزا ممنوع ہے۔ اور یہ تو شکر ہوا کہ اس نے یہ کانفرنس حرمین شریفین میں منعقد نہیں کروائی ورنہ اس کے نجس قدم حرمین شریفین کو گندہ کرتے اور وہ دنیائے اسلام کے اس فیصلہ پر طمانچہ لگاتا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے حرمین شریفین میں ان کے داخلہ پر پابندی ہے۔ اندازہ کیجئے کہ قادیانی یہودی سازشوں کے جال کہاں کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر اپنے مفادات کس طرح حاصل کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی حجاز کی مقدس سرزمین میں پذیرائی ہوئی تو اس نے اپنے سحر آفرین نعرے کو مزید بلند آہنگی سے دہرانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ۵/ کروڑ ڈالر کی خطیر رقم اسلامی ممالک سے منظور کرا کے دم لیا۔

قادیانی اخبار "الفضل ربوہ" میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا انٹرویو شائع ہوا۔ جس میں ان سے سوال کیا گیا۔

"اسلامی کانفرنس نے جو "سائنس فاؤنڈیشن" قائم کیا تھا، اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

اس کے جواب میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے کہا:

"یہ اچھی سمت میں ایک حرکت ہوئی ہے۔ میں اس سے بہت خوش ہوں در حقیقت ابتدائی تجویز موجودہ صورت سے بہت اعلیٰ تھی۔ میں نے ۱۹۷۳ء میں مسٹر بھٹو کو اس پر آمادہ کر لیا تھا کہ ایک بلین ڈالر کے سرمایہ سے ایک فاؤنڈیشن قائم کیا جائے اور سربراہی کانفرنس نے اسے تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بعد اس بارے میں کچھ نہیں ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۸۱ء میں جنرل ضیاء الحق اس پر راضی ہو گئے کہ اس معاملہ کو طائف سربراہ کانفرنس میں اٹھائیں۔ فاؤنڈیشن قائم کر دیا گیا لیکن اس کی رقم کو گھٹا کر صرف پچاس ملین ڈالر (۵ کروڑ ڈالر) کر دیا گیا۔ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ دراصل جو رقم اب تک فاؤنڈیشن کو ملی ہے وہ صرف چھ ملین ڈالر ہیں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے مسلمان حکومتیں اس سے زیادہ دے سکتی ہے۔"

(روزنامہ "الفضل ربوہ" ۸/ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

خطیر رقم وصول کرنے کے بعد بھی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو مسلم ممالک کے رویہ سے شکایت رہی اور وہ ان سے مایوسی کا اظہار کرتا رہا۔ چنانچہ روزنامہ جنگ لندن لکھتا ہے:

"نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام سائنس فاؤنڈیشن قائم کریں گے۔ اسلامی کانفرنس نے ایک ارب ڈالر کے بجائے ۵/ کروڑ ڈالر کی منظوری دی ہے۔"

"جدہ (جنگ فارن کم) ڈیسک۔ نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام اسلامی ملکوں میں سائنس کے فروغ کے لئے فاؤنڈیشن قائم کریں گے تاکہ اسلامی ممالک کے باصلاحیت سائنس دان اپنے علم میں اضافہ کر سکیں، گلف ٹائمز کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے ڈاکٹر سلام نے کہا کہ اسلامی ملکوں میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے ٹھوس اقدامات نہیں کئے گئے ڈاکٹر سلام نے ٹریسٹ اٹلی میں نظریاتی طبیعات کا بین الاقوامی مرکز قائم کیا ہے۔ جس کے وہ ڈائریکٹر ہیں اس مرکز سے ایک ہزار سائنس دان طبیعات کی تربیت حاصل کرتے ہیں ڈاکٹر سلام کے مرکز کو بین الاقوامی ایٹمی ادارے اور یونیسکو کا بھی تعاون حاصل ہے ڈاکٹر سلام نے بتایا کہ فاؤنڈیشن غیر سیاسی ادارہ ہو گا اور اسے مسلم ممالک کے سائنس دان چلائیں گے۔ اس کے علاوہ اسے اسلامی کانفرنس کا تنظیم سے منسلک کر دیا جائے گا تاہم ڈاکٹر سلام نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ مجوزہ فاؤنڈیشن کے لئے انہوں نے ایک ارب ڈالر کی تجویز رکھی تھی لیکن اسلامی کانفرنس نے اس کے لئے ۵/ کروڑ ڈالر کی منظوری دی۔"

(جنگ لندن ۸/ اگست ۱۹۸۵ء)

اور روزنامہ نوائے وقت کراچی لکھتا ہے:

"ڈاکٹر عبدالسلام کو اسلامی طبیعاتی فاؤنڈیشن کے قیام میں مالی دشواریوں کا سامنا۔"

"نیویارک ۱۰/ اگست (اپ پ) نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا ہے کہ اسلامی ممالک بین الاقوامی سائنس میں بالکل الگ تھلگ ہیں اور انہیں سائنس کی ترقی کا طریقہ معلوم نہیں انہوں نے کہا کہ وہ سائنس کے فروغ اور ترقی کے لئے ایک فاؤنڈیشن قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اسلامی کانفرنس نے اس منصوبہ کی توثیق کی ہے کہ ڈاکٹر سلام کے تجویز کردہ ایک ارب ڈالر کی بجائے مسلم کانفرنس نے ۵/ کروڑ

ڈالرکی منظوری دی ہے اور ایک سال میں صرف ۲۰/ لاکھ ڈالر جاری کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے ڈاکٹر سلام مایوس نظر آتے ہیں۔"

(نوائے وقت کراچی ۱۱/ اگست ۱۹۸۵ء)

مایوسی کا یہ اظہار مسلم ممالک کو غیرت دلانے اور مطلوبہ رقم پر انہیں برانگیختہ کرنے کے لئے تھا۔ بالآخر "جوئندہ یابندہ" کے مصداق ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، مسلم ممالک سے اپنی مطلوبہ رقم وصول کرنے میں کامیاب ہو گیا چنانچہ قادیانی اخبار ہفت روزہ "لاہور" کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ:

"ڈاکٹر عبدالسلام نے مشرق وسطی کے تیل پیدا کرنے والے ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ اس خطہ ارض میں سائنسی علوم کے فروغ کے لئے ایک سائنس فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لائیں.................. انہوں نے مشورۃً یہ تجویز پیش کی کہ اس فاؤنڈیشن کی تشکیل میں ابتدائی طور پر ایک بلین ڈالر صرف کرنے چاہئیں جو مسلم طلبہ کو ایسی سائنسی تعلیم کے حصول میں امداد دیں گے.............. اس فاؤنڈیشن کو اسلامی دنیا کے ممتاز و معروف سائنس دان چلائیں۔

"ڈاکٹر سلام نے دنیائے اسلام میں سائنسی علوم کے فروغ کے سلسلہ میں کویت کے رول کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ کویت کی سائنس فاؤنڈیشن اور کویت یونیورسٹی نے انہیں بڑی دریا دلی سے اتنے فنڈز دیئے ہیں۔"

(قادیانی ہفت روزہ "لاہور" ۲/ اگست ۱۹۸۲ء صفحہ ۵)

غور فرمایئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی، ابتدائی مرحلہ میں اسلامی ممالک سے لے کر ساٹھ لاکھ ڈالر یعنی گیارہ کروڑ روپے ہضم کر جاتا ہے۔ دل میں باغ باغ ہو گا کہ اتنی خطیر رقم مجھے مسلمان نوجوانوں کو قادیانی بنانے کے لئے بلا شرکت غیرے مل گئی لیکن عیاری و مکاری کا کمال دیکھو کہ زر طلبی کی ہوس "ہل من مزید" پکارتی ہے اور وہ اسلامی ممالک کو غیرت دلانے کے لئے ان کی سرد مہری و بلاتفاقی اور بے توجہی کا مسلسل پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے اور ان کے سامنے پانچ کروڑ ڈالر یعنی ۸۵ ارب روپے کا ہدف دہراتا رہتا ہے تاآنکہ اسے مطلوبہ رقم میسر آجاتی ہے۔

قارئین نے ایسے بہت سے واقعات سن رکھے ہوں گے کہ روپیہ پیسہ، عورت، دوا، علاج اور تعلیم کا لالچ دے کر غریب خاندانوں کو عیسائی یا قادیانی بنا لیا گیا۔ اگر دس ہزار سے ایک خاندان کا ایمان خریدا جا سکتا ہے تو ذرا حساب لگا کر دیکھئے کہ جس شخص کے ہاتھ پچاسی ارب روپے کی رقم تھمادی گئی ہو وہ کتنے نوجوانوں اور کتنے خاندانوں کو اس کے ذریعے قادیانی بنانے کی کوشش کرے گا؟ حیف صد حیف کہ.................. "میاں کی جوتی میاں کے سر" کے مصداق مسلمانوں ہی کے روپے سے مسلمانوں کو کافر و مرتد بنایا جارہا ہے اور مسلمان اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

سائنس فاؤنڈیشن اور قادیانی مقاصد

مسٹر نوبل کے وصیت کردہ سودی انعام کے حوالے سے قادیانیوں نے جو فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی اور جن کی طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے:

- قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنا۔
- ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو اسلامی دنیا کا ہیرو اور محسن بنا کر پیش کرنا۔
- مسلم ممالک کے پیسے سے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نام پر "قادیانی فاؤنڈیشن" قائم کرنا۔

درد مند مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ قادیانی فوائد بھی کافی تھے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے ذریعہ یہودی۔ قادیانی لابی ابھی بہت کچھ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور ان کے مقاصد کہیں گہرے ہیں۔ ذیل میں چند نکات پیش کئے جاتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو عالم اسلام سے خیر خواہی و ہمدردی رکھتا ہے اس کا فرض ہے کہ ان امکانات کو نظر انداز نہ کرے۔ بلکہ ان پر عقل و دانائی کے ساتھ غور کرے۔

(۱) علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے پنڈت نہرو کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا تھا:

"قادیانی، اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں"

علامہ اقبال مرحوم کا یہ تجزیہ ان کے برسہا برس کے تجربہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے جسے انہوں نے ایک فقرے میں قلمبند کر دیا۔ ہر وہ شخص جسے قادیانی ذہنیت کا مطالعہ کرنے کی فرصت میسر آئی ہو۔ یا جسے قادیانیوں سے کبھی سابقہ پڑا ہو اسے علی وجہ البصیرت اس کا یقین ہو جائے گا کہ قادیانی، اسلام کے، مسلمانوں کے اور اسلامی ممالک کے غدار ہیں جس طرح کوئی مسلمان کسی یہودی پر اعتماد نہیں کر سکتا۔ نہ اسے ملت اسلامیہ کا مخلص سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ملت اسلامیہ کا ہمدرد اور بہی خواہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

قادیانی، طاغوتی قوتوں کے جاسوس: مسلمانوں کی جاسوسی!

قادیانیوں کی اسلام اور مسلمانوں سے غداری کا یہ عالم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، "انگریزوں کی پولیٹیکل خیر خواہی" کی غرض سے مسلمانوں کی مخبری کیا کرتا تھا۔ انگریزی دور اقتدار میں ہندوستان کے جو مسلمان حریت پسندانہ جذبات اور آزادی وطن کی لگن رکھتے تھے، مرزا غلام احمد قادیانی ان کے احوال و کوائف "پولیٹیکل راز" کی حیثیت سے گورنمنٹ برطانیہ کو پہنچایا کرتا تھا، مرزا قادیانی کے اشتہارات کا جو مجموعہ تین جلدوں میں قادیانیوں نے اپنے مرکز ربوہ سے شائع کیا ہے اس کی دوسری جلد کے صفحہ ۲۲۷۔ ۲۲۸ پر اشتہار نمبر ۱۳۵ درج ہے جس کا متن ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

شکم سیری اور غباوت کا نتیجہ 'انکار سنت'

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آگاہ رہو! مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسی طرح کی (واجب الاطاعت وحی) اور بھی (دی گئی ہے' جسے "سنت" کہا جاتا ہے) آگاہ رہو! عنقریب کوئی پیٹ بھرا اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے (جو تکبر کی علامت ہے) متکبرانہ (انداز میں) کہے گا لوگو! صرف اس قرآن ہی (پر عمل) کو لازم سمجھو' جو چیز تمہیں اس میں حلال ملے بس اسی کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام ملے اسی کو حرام سمجھو' (قرآن فہمی کے لیے سنت سے مدد نہ لو) حالانکہ (موٹی بات ہے کہ) رسول اللہ ﷺ (حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا جو فیصلہ فرماتے ہیں وہ بحکم الٰہی ہوتا ہے اس لیے آپ) نے جس چیز کو حرام ٹھہرایا وہ بھی اسی طرح (واجب الاحتراز) ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی حرام ٹھہرائی ہوئی چیز۔ (مگر تکبر اور غباوت کی وجہ سے اتنی موٹی بات کو نہیں سمجھے گا۔)

قسط نمبر ۲

وحدتِ اسلامی کا تحفظ اور عقیدۂ ختمِ نبوّت

مرزائیوں کے حق میں نہرو کے مضامین پر علامہ اقبالؒ کا دندان شکن جواب

پنڈت جواہر لال نہرو کے جواب میں

"ماڈرن ریویو" کلکتہ میں پنڈت جواہر لال نہرو کے تین مقالوں کی اشاعت کے بعد مختلف مذہبی اور سیاسی مسالک کے مسلمانوں نے مجھے متعدد خطوط بھیجے۔ ان خطوط کے محرّروں میں سے بعض نے خواہش کی ہے کہ میں احمدیوں کے متعلق مسلمانان ہند کی روش کے بارے میں مزید توضیح کروں ور اس کے حق بجانب ہونے کا ثبوت بہم پہنچاؤں۔ بعض نے مجھ سے پوچھا ہے کہ احمدیت میں اصل تنقیح طلب مسئلہ میرے نزدیک کیا ہے۔ میں پیش نظر بیان میں سب سے پہلے ان تقاضوں کو پورا کرنا چاہتا ہوں' جو میرے نزدیک بالکل بجا ہیں۔ پھر ان سوالات کا جواب دوں گا جو پنڈت جواہر لال نہرو نے پیش کیے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے' اس بیان کے بعض حصے غالباً" پنڈت جی کے لیے دلچسپی کا باعث نہ ہوں گے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ ان حصوں کو نظر انداز کردیں تاکہ ان کا وقت بیجا صرف نہ ہو۔

میرے لیے یہ کہنا ضروری نہیں کہ جو مسئلہ مشرق اور غالباً" پوری دنیا کے نہایت عظیم الشان مسائل میں سے ایک ہے۔ اس کے ساتھ پنڈت جی کی دلچسپی کا خیر مقدم کرتا ہوں' میں سمجھتا ہوں کہ وہ پہلے قوم پرست ہندوستانی لیڈر ہیں جنہوں نے دنیائے اسلام کی موجودہ روحانی بے چینی کو سمجھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اس بے چینی کے متعدد پہلو اور امکانی اثرات ہیں' اس لیے حد درجہ مطلوب ہے کہ ہندوستان کے ذی فکر سیاسی لیڈر اس معاملے کے حقیقی مفہوم کے لیے دل کے دروازے کھولیں' جس نے اس وقت قلب اسلام میں ہیجان پیدا کر رکھا ہے۔

میں یہ امر پنڈت جی یا اس بیان کے کسی دوسرے خواہش مند سے چھپانا نہیں چاہتا کہ پنڈت جی کے مقالوں نے فی الوقت میرے دل میں ایک حد تک احساسات کی تکلیف دہ کش مکش پیدا کردی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ:

پنڈت جی وسیع تہذیبی ہمدردیوں کے انسان ہیں۔ لہٰذا میرا ذہن اسی طرف مائل ہو سکتا ہے کہ پیش کردہ مسائل کو سمجھنے کی خواہش میں وہ پر خلوص ہیں لیکن جس طریق پر انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے ایک ایسی نفسانی کیفیت بے نقاب ہوتی ہے' جسے پنڈت جی سے منسوب کرنا مجھے دشوار نظر آتا ہے۔ میرا میلان فکر یہ ہے کہ قادیانیت کے بارے میں میرے بیان نے' جو اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک مذہبی اصول کی تشریح جدید انداز میں کی گئی پنڈت جی اور قادیانیوں دونوں کو مشکل میں ڈال دیا۔ اس لیے کہ دونوں (پنڈت جی اور قادیانی) مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی اتحاد و یک جہتی کے ممکنات کو خصوصیت سے ہندوستان کے اندر ناپسند کرتے ہیں۔ اگرچہ دونوں کے وجوہ مختلف ہیں۔ بدیہی ہے کہ ہندوستانی قوم پرست کو جس کی سیاسی تصوریت نے احساس حقیقت کو عملاً" کچل ڈالا ہے۔ شمالی و مغربی ہند کے مسلمانوں میں خود مختاری کی خواہش پیدا ہونا گوارا نہیں۔ وہ سمجھتا ہے اور میرے نزدیک غلط سمجھتا ہے کہ قومیت ہندی کی خاطر ملک کی تمام مستقل تہذیبوں کو مٹا دینا چاہیے' حالانکہ ان کے تعاون ہی سے ہندوستان ایک سیر حاصل اور پائیدار ثقافت کو نشو و نما دے سکتا ہے جن طور طریقوں کا حامی ہندوستانی قوم پرست ہے۔ ان کی بنا پر جو قومیت وجود پذیر ہوگی' اس کا نتیجہ باہم تلخی' بلکہ تشدد کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری پر مضطرب ہیں' کیونکہ محسوس کرتے ہیں' مسلمانان ہند کا سیاسی اقتدار بڑھ جائیگا۔ تو قادیانیوں نے رسول عربی ﷺ کی امت سے اپنے ہندوستانی نبی کی نئی امت نکالنے کے جو منصوبے تیار کر رکھے ہیں وہ یقیناً" درہم برہم ہو جائیں گے۔ میں نے مسلمانان ہند کو یہ جتانے کی کوشش کی تھی کہ ہندوستان کے اندر ان کی تاریخ کے موجودہ نازک دور میں داخلی اتحاد و ہم آہنگی حد درجہ ضروری ہے اور میں نے ان انتشار انگیز قوتوں کے خلاف انہیں متنبہ کیا تھا جو اصلاحی تحریکات کا لباس پہن کر بروئے کار آئی ہیں۔ میرے لیے یہ امر کم حیرت افزا نہیں کہ میری ان کوششوں نے پنڈت جی کے لیے اس قسم کی قوتوں سے اظہار ہمدردی کا موقع بہم پہنچا دیا ہے۔

بہر حال میں پنڈت جی کے محرکات کی چھان بین کے ناخوشگوار کام کو طول نہیں دینا چاہتا۔ جو اصحاب قادیانیوں کے متعلق عام مسلمانوں کی روش کی مزید توضیح کے خواہاں ہیں۔ ان کے فائدے کے لیے میں

اے ڈیورنٹ کی کتاب "فلسفے کی کہانی" سے ایک اقتباس پیش کرتا ہوں' جس سے قادیانیت کے سلسلے میں زیر غور مسئلہ عام خواندہ کے روبرو زیادہ واضح ہو جائے گا۔ ڈیورنٹ نے سپینوزا جیسے عظیم القدر فلسفی کو جماعت بدر کیے جانے کے متعلق یہودیوں کا نقطہ نگاہ چند فقروں میں جامعیت سے پیش کر دیا ہے۔ خواندگان بیان کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اقتباس پیش کرنے سے میں خواہ مخواہ سپینوزا اور بانی احمدیت کے درمیان کسی قسم کے موازنے کا خواہاں ہوں۔ ان دونوں کے درمیان ذہن و دانش اور سیرت و کردار کے اعتبار سے بعد بعید ہے "خدامست" سپینوزا نے کبھی دعویٰ نہ کیا کہ وہ کسی نئی تنظیم کا مرکز ہے اور جو یہودی اس پر ایمان نہ لائیں وہ یہودیت کے دائرے سے خارج ہیں۔ لہٰذا سپینوزا کو جماعت بدر کرنے کے سلسلے میں یہودیوں کی روش کے متعلق ڈیورنٹ کا اقتباس بہتر انداز میں منطبق ہوتا ہے۔ اقتباس یہ ہے:

"مزید براں اکابر یہود کی رائے تھی کہ ایمسٹرڈم میں یہودیوں کی چھوٹی سی جماعت کو انتشار سے محفوظ رکھنے کے لیے مذہبی وحدت و ہم آہنگی واحد ذریعہ تھی اور غالباً" یہ اتحاد کو بچائے رکھنے کا ایک آخری وسیلہ تھا۔ یہودی قوم دنیا میں بکھر چکی تھی۔ اس کی بقا کی یقینی تدبیر اور کوئی نہ تھی۔ اگر ان کی اپنی کوئی مملکت' کوئی ملکی قانون سیکولر قوت و طاقت کے اپنے ادارے ہوتے جن سے کام لے کر داخلی ہم آہنگی اور خارجی احترام حاصل کر سکتے تو غالباً" وہ زیادہ روادار بن جاتے' لیکن مذہب ان کے لیے

" حب وطن بھی تھا اور ایمان بھی عبادت گاہ ان کے نزدیک مذہبی مراسم و عبادات کے علاوہ عمرانی و سیاسی زندگی کا مرکز بھی تھی جس بائبل کی صحت کو سپینوزا نے محل نظر قرار دے دیا تھا' وہ قوم یہود کے لیے "سفری وطن" تھی۔ ان حالات میں انہوں نے مسلمہ عقائد سے انحراف کو غداری اور رواداری کو خودکشی قرار دیا۔"

یہودیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ ایمسٹرڈم کے اندر اقلیت میں تھے' لہٰذا وہ سپینوزا کو ایک انتشار انگیز عامل قرار دینے میں بالکل حق بجانب تھے' جس سے ان کا جماعتی شیرازہ بکھر جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اسی طرح مسلمانان ہند بھی قادیانی تحریک کو ہندوستان کے اندر اسلام کی اجتماعی زندگی کے لیے بدرجہا خطرناک قرار دینے میں بالکل حق بجانب ہیں اور قادیانی تحریک پوری دنیائے اسلام کے کافر ہونے کا اعلان کر چکی ہے اور مسلمانوں سے مجلسی مقاطعہ کرتی ہے۔ سپینوزا کا فلسفہ مابعد الطبیعیات یہودیوں کی اجتماعی زندگی کے لیے اتنا خطرناک نہ تھا' میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کا مسلمان وجداناً" خاص نوعیت کے ان حالات کا صحیح احساس رکھتا ہے' جن میں وہ ہندوستان کے اندر گھرا ہوا ہے اور اسے کسی دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی مقابلے میں انتشار انگیز قوتوں کا بدرجہا زیادہ احساس ہے۔ میرے نزدیک عام مسلمانوں کا یہ وجدانی ادراک قطعاً" درست ہے اور مجھے کوئی شبہ نہیں کہ اس کی بنیاد مسلمانان ہند کے ضمیر میں بہت گہری ہے۔ جو لوگ ایسے معاملے میں رواداری کا نام لیتے ہیں۔ وہ اس لفظ کے استعمال میں بے حد غیر محتاط ہیں' بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ رواداری کی حقیقت ہی سے واقف نہیں۔ رواداری کی روح انسانی قلب کی بے حد مختلف روشوں سے رونما ہوتی ہے۔ گبن کہتا ہے کہ ایک رواداری فلسفی کی ہے' جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر غلط ہیں۔ ایک رواداری سیاست دان کی ہے' جو تمام مذاہب کو یکساں مفید سمجھتا ہے' ایک رواداری اس انسان کی ہے جو فکر و عمل کے دوسرے طور طریقوں کو برداشت کر لیتا ہے کیونکہ وہ خود فکر و عمل کے مختلف طور طریقوں سے بالکل بے پروا ہو جاتا ہے۔ پھر ایک رواداری کمزور آدمی ہے جو محض کمزوری کی بنا پر ان تمام ذلتوں کو انگیز کر لیتا ہے جو اس کی محبوب اشیاء یا افراد کے لیے روا رکھی جاتی ہیں ظاہر ہے کہ رواداری کے یہ نمونے کوئی اخلاقی قدر و قیمت نہیں رکھتے اس کے برعکس غیر مشتبہ طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس رواداری پر کاربند ہونے والا انسان روحانی اخلاق کا اظہار کر رہا ہے۔ حقیقی رواداری عقل و دانش کی وسعت اور روحانی پھیلاؤ سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسی رواداری وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جو روحانی اعتبار سے قوی ہوں اپنے ایمانی حدود کی پوری پوری حفاظت کرتے ہوئے دوسرے معتقدات برداشت کر لیں' بلکہ بعض کی قدر بھی کریں ایسے روادار کا ایمان ترکیبی و امتزاجی ہوتا ہے۔ اس لیے وہ دوسروں کے تعلق میں ہمدردی کے معانی بہ آسانی پیدا کر لیتا ہے اور ان کے ایمان کی قدر کر سکتا ہے۔ ہمارے عظیم القدر ہندوستانی شاعر امیر خسرو نے اس قسم کی رواداری کی حقیقت ایک بت پرست کی کہانی کے سلسلے میں بڑی خوب صورتی سے پیش کی ہے۔ بتوں کے ساتھ بت پرستی کی شدید محبت و عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے شاعر مسلمان خواندگان کتاب کو خطاب کر کے کہتا ہے۔

اے کہ زت طعنہ بہ ہندو بری
ہم زوے آموز پرستش گری

ترجمہ اے کہ تو ہندو کو بت کا طعنہ دے رہا ہے کیا یہ ضروری نہیں کہ تو اس سے پرستش و عبادت کا طریقہ سیکھ لے۔

خدا کا سچا پرستار ہی عبادت کی صحیح قدر و قیمت محسوس کر سکتا ہے اگرچہ اس کا مرجع دیوتا ہوں' جن پر خدا پرست کا کوئی عقیدہ نہیں۔

والے انسان کی روش کو ناروا داری قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ روش اخلاقی کمتری کا نشان ہے۔ حالانکہ یہ رائے غلط ہے۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس روش کی قدر و قیمت عملاً" حیاتیاتی ہے۔ جہاں کسی جماعت کے افراد وجداناً" یا معقول دلیل کی بناء پر محسوس کریں کہ عمرانی نظام کی اجتماعی زندگی خطرے میں ہے۔ ان کی دفاعی حیثیت کا جائزہ لیتے وقت زیادہ تر حیاتیاتی معیار پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اس سلسلے میں ہر فکر و عمل کا اندازہ اس طرح کرنا چاہیے کہ اس میں قدر بقا کی کیا کیفیت ہے؟ اس سلسلے میں اصل سوال یہ ہے کہ یہ روش حیات بخش ہے یا حیات کش؟ پنڈت جواہر لال نہرو بظاہر یہ سمجھ رہے ہیں کہ جو معاشرہ مذہبی اصول پر مبنی ہو گا اس کے لیے لازماً" ایک محکمہ احتساب و تعزیر کی ضرورت ہو گی۔ مسیحیت کے تعلق میں تو یہ خیال درست ہے، لیکن تاریخ اسلام پنڈت جی کی منطق کے برعکس یہ ثابت کر رہی ہے کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ سو سال کی زندگی کے دوران میں محکمہ احتساب و تعزیر سے تمام مسلم ممالک کاملاً" آشنا رہے۔ قرآن نے ایسے ادارے کی صریح ممانعت کر دی ہے ارشاد ہوتا ہے۔" دوسروں کی کمزوریاں تلاش نہ کرو اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو"۔ پنڈت جی تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہودی اور عیسائی اپنے وطنوں میں مذہبی تعزیر و تعذیب سے بھاگ کر ہمیشہ اسلامی سرزمینوں میں پناہ لیتے رہے۔ جن دو بنیادوں پر اسلام کا ڈھانچہ قائم ہے۔ وہ اتنی سادہ ہیں کہ کفران معنی میں تقریباً" غیر ممکن ہے جو کسی شخص کو دائرہ اسلام سے خارج کر دے یہ بالکل درست ہے کہ جب کوئی شخص ایسے اصولوں کا اعلان کرتا ہے جو موجب کفر ہوں اور جن سے مروجہ عمرانی نظام کے لیے خطرہ پیدا ہو جائے تو ایک آزاد مسلم مملکت یقیناً" اس کے انسداد کے لیے قدم اٹھائے گی لیکن اس حالت میں مملکت کا اقدام خالص مذہبی مصالح کے بجائے زیادہ تر سیاسی مصالح پر مبنی ہو گا۔ پنڈت جواہر لال ایک ایسے معاشرے میں پیدا ہوئے اور اسی میں انہوں نے پرورش پائی، جس کے حدود بھی پوری طرح متعین نہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس میں کوئی داخلی ہم آہنگی بھی نہیں۔ میں بخوبی اندازہ کر سکتا ہوں۔ ایسے شخص کے لیے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ایک مذہبی معاشرہ عقائد عوام کی چھان بین کے لیے مملکت کی طرف سے مقرر کردہ محکمہ احتساب کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے اور فروغ پا سکتا ہے یہ حقیقت اس اقتباس سے بھی واضح ہے۔ جو پنڈت جی نے کارڈینل نیومین کی تحریرات سے پیش کیا۔ وہ متحیر ہیں کہ آیا میں کارڈینل کے اصول کا اطلاق اسلام کے تعلق میں قبول کر لوں گا؟ میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام اور کیتھولک مسیحیت کے داخلی نظاموں میں بہت بڑا فرق ہے۔ کیتھولک مسیحیت میں پر پیچ اور عقل سے بالا نوعیت کے عقائد کی کثرت ہے، جن سے تازہ الحادی تعبیرات کے ممکنات برابر پرورش پاتے رہے اور یہ حقیقت مسیحیت کی تاریخ سے واضح ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا دین دو بنیادوں پر قائم ہے۔ اول خدا ایک ہے (لا الہ الا اللہ) دوم محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان مقدس ہستیوں کے سلسلے میں سے آخری ہیں، جو وقتاً" فوقتاً" تمام ممالک اور تمام ادوار میں عالم انسانیت کو زندگی کا صحیح طریقہ سکھانے کے لیے وجود میں آتی رہیں، اگر عقیدہ ایسی چیز ہے۔ جیسا کہ بعض مسیحی مصنفوں کی رائے ہے، جو عقل سے بالا ہوتا ہے اور سیاسی اتحاد کے لیے اس سے اتفاق ضروری ہے خواہ اس کا مابعد الطبیعی مفہوم سمجھ میں آئے یا نہ آئے تو ان دو سادہ بنیادوں کو عقیدہ بھی قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ دونوں کی تائید عالم انسانیت کے تجربے سے ہو چکی ہے اور دونوں کا ثبوت عقلی استدلال کی بناء پر بخوبی پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کفر جس کے بارے میں یہ فتویٰ حاصل کرنا ضروری ہو کہ اس کا مرتکب دائرہ مذہب کے اندر رہا یا باہر نکل گیا۔ صرف اس مذہبی معاشرے میں زیر غور آ سکتا ہے جو ایسی سادہ بنیادوں پر قائم ہو اور وہ بھی اس وقت جب ان سادہ بنیادوں میں سے دونوں یا کسی ایک کا رد مستلزم ہو۔ ایسا کفر تاریخ میں شاذ ہی واقع ہوا اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ اسلام حدود کی حفاظت کے متعلق زیادہ سے زیادہ اہتمام کے باوجود ایسی تعبیر کی اجازت دیتا ہے، جو اصل حدود کے اندر رہے۔ کیونکہ ایسے کفر کا اظہار، جو اسلام کی حدود سے تعرض کرے۔ تاریخ اسلام میں شاذ ہی پیش آیا لہٰذا اس قسم کی سرکشی کے باب میں عام مسلمانوں کے احساسات طبعاً" بہت شدید رہے۔ بہائیوں کے خلاف مسلمانان ایران میں شدت احساس کا سبب یہی تھا۔ اسی طرح قادیانیوں کے خلاف مسلمانان ہند کے شدید احساسات کا سبب بھی یہی ہے۔

یہ درست ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی فرقوں میں فقہ و الٰہیات کے فروعی مسائل میں اختلاف پر بھی کفر کے فتوے اکثر صادر ہوتے رہتے ہیں۔ فتووں میں لفظ کفر فروعی مسائل الٰہیات کے اختلاف اور انتہائی کفر جو مرتکب کو ملت بدر کر دے، کے خلاف بلا امتیاز استعمال کیا جاتا رہا۔ اس وجہ سے دور حاضر کے بہت سے تعلیم یافتہ مسلمان جنہیں الٰہیات اسلامی کی تاریخ کے بارے میں حقیقتہً" کچھ علم نہیں، سمجھ رہے ہیں کہ یہ ملت اسلامیہ کے عمرانی اور سیاسی انتشار کی علامت ہے۔ حالانکہ یہ تصور بالکل غلط ہے۔ اسلامی الٰہیات کی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ فروعی اختلافات پر بھی کفر کے جو فتوے ایک دوسرے کے خلاف صادر ہوتے رہے۔ وہ انتشار انگیز ہونے کے بجائے حقیقتہً الٰہیات کے متعلق افکار میں ترکیب و ترتیب کے محرک بنتے رہے۔

(باقی آئندہ)

pronounced about a person who has performed the marriage contract of a Muslim girl to a Christian or a Hindu boy."

Question:- "Can a person who has married his daughter to a non-Ahmadi, invite other Ahmadis to the marriage celebration?"

Answer:- "It is also not lawful to participate in such marriages."

(*Al-Fazl*, Qadian, Dated 23rd May, 1921).

Just as, according to Mirza Mahmud, the man who marries his daughter to a Muslim gets outcast from Mirza's community, in the same way that Muslim is outcast from Islam who, despite his knowledge about the beliefs of the Qadianis, considers that it is lawful to give his daughter in marriage to a Mirzai. Just as, according to Mirza Mahmud, marrying a Mirzai girl to a Muslim boy is like marrying her to a Hindu or Christian, in the same way, I say that making a Mirzai apostate a son-in-law is like making a Hindu, a Sikh or an untouchable (low-caste Hindu) one's son-in-law.

ANSWER TO THE THIRD QUESTION

It is forbidden for a Muslim to treat the Mirzai apostates like Muslims. It is unlawful, totally unlawful, to associate with them, eat and drink with them and participate in their joys and sorrows or to invite them to one's own joys and sorrows. Those who show such kind of toleration invite the wrath of Allah and the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم and it does not befit a believer to maintain friendly relations with the enemies of Allah and the Rasool

The Qur'an says:-

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(المجادلۃ-۲۲)

...You will not find folk who believe in Allah and the Last Day loving those who oppose Allah and His Messenger, even though they be their fathers or their sons or their brethren or their clan. As for such, He has written faith upon their hearts and has strengthened them with a Spirit from Him, and He will bring them into gardens underneath which rivers flow, wherein they will abide. Allah is well pleased with them, and they are well pleased with Him. They are Allah's party. Behold! It is Allah's party who are the successful.

(Quran: Mujadalah 58:22)

It is also necessary to mention in the end that the Qadianis have been declared a non-Muslim minority in the Constitution of Pakistan. However, the Qadianis have neither accepted this decision nor concluded an agreement to live in Pakistan as non-Muslim citizens (zimmis). They do not, therefore, enjoy the status of zimmis, but their position is like that of belligerent Kafirs and it is not allowed in the Shar'iat to have any sort of dealings with the belligerent.

And Allah knows best.

Signed
Muhammad Yusuf Ludhianvi.

The answer is correct:

Signed
Wali Hasan
Head, Darul-Ifta,
Jamiatul-Uloom-il-Islamiyyah
Binnori Town,
Karachi - Pakistan.

ایک واقعہ

عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفیؒ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ تین مرد اور ایک عورت جنازہ لئے جارہے ہیں۔ میں نے عورت کی طرف کا پایہ لے لیا اور قبرستان میں جاکر نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس میت کو دفن کیا۔ پھر میں نے اس عورت سے پوچھا "یہ مرد تیرا کون تھا" اس نے کہا "میرا بیٹا تھا۔" میں نے پوچھا "آپ کا کوئی پڑوسی نہ تھا۔" اس نے کہا "پڑوسی تو ہیں مگر اس مردے کو حقیر سمجھتے تھے۔" میں نے کہا "اس میں کیا برائی تھی۔" اس نے کہا "وہ مخنث تھا۔" مجھے اس عورت پر رحم آیا اور اس کو اپنے گھر لے جاکر کچھ نقدی اور کپڑا دیا۔ اور اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح نورانی تھا۔ اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ آتے ہی وہ میرا شکر گزار ہوا۔ میں نے پوچھا "تو کون ہے۔" اس نے کہا "میں وہی مخنث ہوں جس کو تم نے آج دفن کیا تھا۔ لوگوں نے مجھے حقیر سمجھا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کردیا اور بخش دیا۔"

●

them? The fact remains that the Shari'at considers the children to be of the same faith which their parents follow. Thus, the child of a non-Ahmadi is also non-Ahmadi. Therefore, his funeral prayer should not be offered. I further say that a child is not a sinner and needs no funeral prayer. The funeral prayer for a child is really an invocation for the benefit of his survivors; and his survivors do not belong to us. As such, funeral prayer should not be offered even for a child."

(*Anwar-i-Khilafat*, p.93).

A Fatwa by Mirza Mahmud was published in *Al-Fazl*, dated 23rd October, 1922, to the effect that:

"Just as no funeral prayer can be offered for a Christian child, although he is innocent, in the same way no funeral prayer can be offered for a non-Ahmadi child."

(*Qadiani Mazhab, 5th Edition 13th Chap. No. 55*).

As such, following the beliefs of his religion, Choudhry Zafarullah Khan (the then Foreign Minister), did not participate in the funeral prayer of the Quaid-i-Azam. When he was asked to account for this before the Munir Enquiry Tribunal, he replied:

"Maulana Shabbir Ahmad Usmani, the leader of the funeral prayer, has declared that the Ahmadis are Kafirs and liable to be executed. So I could not decide to join a prayer which was being conducted under the Imamat of the Maulana."

(*Report of the Enquiry Tribunal*, Punjab, p.212).

When he was asked outside the Tribunal:

"Why did you not join the Quaid-i-Azam's funeral prayer?" He replied, "You may take me to be the Musalman Minister of an infidel Government or the infidel employee of a Muslim Government."

(*Zamindar*, Lahore, dated 8th February, 1950).

When the Press published reports about this adamant attitude of Choudhry Zafarullah Khan, then the Rabwah Association of the Ahmadis issued the following reply to this:

"An objection is being raised against Choudhry Zafarullah Khan as to why he did not join the funeral prayer of the Quaid-i-Azam. The entire world knows that the Quaid-i-Azam was not an Ahmadi. As such, there is nothing objectionable, if any member of the Ahmadia Jamaat did not join his funeral prayer".

(*Tract 22, Ahrari Ulama ki rastgoi ka number*, Publishers, Manager Publication and Propaganda, Anjuman Ahmadia, Rabwah, District Jhang.)

Likewise, the Qadiani newspaper *Al-Fazl* gave the following reply:

"Is it not a fact that like the Quaid-i-Azam, Abu Talib also was a great well-wisher of the Muslims, yet neither the Prophet of Allah nor the Muslims offered funeral prayer for him?" (*Al-Fazl*, Rabwah, dated 28th October, 1952).

How shameful it is that while the Qadianis considering the Muslims as Kafirs like Hindus, Sikh and Christians, do not join the funeral prayer of the (the Muslims') great men, nor of their innocent children —Is it lawful for a Muslim to join the funeral prayer of a Qadiani apostate? Can his sense of honour tolerate this?

ANSWER TO THE SECOND QUESTION

When it has become known that the Qadianis are Kafirs and apostates, it also becomes quite clear that a Muslim girl cannot be married to a Mirzai apostate. According to the Islamic Shari'at this is pure adultery.

If a Muslim has married his daughter to a Mirzai because of his ignorance and unawareness, it is his obligatory duty that, after becoming aware of the position, he should repent his sin and get his daughter rescued from the claws of the Qadianis.

It may be understood that in the opinion of the Mirzais the Muslims stand in the same position in which the Jews and the Christians stand in our opinion. It is lawful for the Mirzais to accept Muslim girls in marriage, but it is not lawful for them to give their girls in marriage to the Muslims. There is a Fatwa by Mirza Mahmud to this effect:

"In my opinion a person is not Ahmadi who marries his daughter to a non-Ahmadi. No one can marry his daughter to a person whom he considers to be a non-Muslim."

Question:- "What is the injunction about a Nikah Khwan (solemniser of marriage) who solemnises such a Nikah?"

Answer:- "About such a Nikah Khwan we shall pronounce the same Fatwa which can be

objects to our believing in the promised Masih (Mirza) as a prophet and his word as the word of God. He little knows that our faith in the Qur'an and in the Prophethood of Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم is due to his (Mirza's) prophethood. (Mirza Mahmud's speech published in *Al-Fazl*, Qadian, Vol. 13/3, dated July 11, 1925, *Qadiani Mazhab*, Fifth Edition, Fifth Chapter, No. 74).

It is now quite clear from the above-cited statements of Mirza that, if it is denied that he received revelations and that he was a prophet, then in his (Mirza's) opinion the belief in the Prophethood of Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم becomes (Allah forbid) null and void and the religion of Islam is no more than a collection of stories. Declaring such Islam as cursed, satanic and contemptible, Mirza expresses his disgust with it, rather proclaims himself to be the greatest of all atheists. The Muslims should take this as a warning. Can there be a more heinous form of infidelity, heresy, *Zandaqah* and atheism than to revile the noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم and the religion of Islam to one's fill?

4. The Muslims believe that Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم is the Prophet of Allah. But in his pamphlet, *Ek Ghalati ka Izalah*, the Mirza has, on the basis of his "revelations", declared that he himself is — Allah forbid — Muhammad, the Prophet of Allah. As the Qadianis have firm faith in the *wahi* of Mirza Ghulam Ahmad, they believe that the late Mirza was Muhammad, the Prophet of Allah, and they regard as Kafir all those who do not believe that Mirza was Muhammad, the Prophet of Allah.

5. On the basis of the Qur'an and the Traditions (Ahadith) of uninterrupted narration, the Muslims believe that Hazrat Isa (Christ) علیہ السلام was raised up to the heavens alive and that when the Day of Resurrection draws near, he will come down and kill Dajjal (Anti-Christ). The Mirzais, on the contrary believe that Mirza Ghulam Ahmad Qadiani himself is Isa and the prophecies mentioned in the Qur'an and the Traditions about the descending of Hazrat Isa علیہ السلام apply to Mirza Ghulam Ahmad Qadiani.

Thus, the Qadianis profess countless *Zindiqana* (heretic) beliefs about which scholars of the Ummah have compiled many books which make it abundantly clear that the Qadianis are Kafirs, apostates, heretics and Zindeeq.

Fourthly: Funeral prayers are offered only for Muslims. It is not lawful to offer funeral prayer for a non-Muslim. The Qur'an says:

...and never (O Muhammad) pray for one of them who dies, nor stand by his grave, for they disbelieved in Allah and His Messenger, and they died while they were evil-doers." *(Quran: Taubah 9:84)*

All jurists (of Islam) are unanimous on the point that funeral prayer is lawful on the condition that the deceased was a Muslim. There is consensus of opinion that funeral prayer is not lawful for a non-Muslim, nor is it permitted to pray for his salvation and bury him in the graveyards of the Muslims.

After these introductory remarks answers to the questions are given seriatim:-

ANSWER TO THE FIRST QUESTION

If the Muslims who offered funeral prayer for the Mirzai were unaware of his belief, they committed a vice for which they should implore Allah's forgiveness, because they committed an unlawful act by offering funeral prayer for an apostate Mirzai.

If they offered funeral prayer for him, despite their knowledge that the man believed in Mirza Ghulam Ahmad's so-called prophethood, had faith in his "*wahi*" (revelation) and denied that Hazrat Isa علیہ السلام will come down (to earth), then they (the Muslims) should all renew their Iman (belief) and Nikah (marriage contract), because it is Kufr to consider the beliefs of an apostate as Islam. Their Iman and Nikah both became null and void. If anyone of them had performed the Hajj, it is incumbent on him to perform the Hajj again.

It must be mentioned here that the Qadianis do not consider it lawful to offer funeral prayer for a Muslim, so much so that according to their belief even the funeral prayers for innocent Muslim children are unlawful. Mirza Mahmud, the second viceregent of the Qadianis writes in his book, *Anwar-i-Khilafat:*

> "Another question remains (to be answered): The non-Ahmadis (i.e. the Muslims) deny the promised Masih, (Ghulam Ahmad Qadiani) so we should not offer funeral prayers for them; but if a small child of a non-Ahmadi dies, why should funeral prayer not be offered for him when he is not guilty of denying the promised Masih?

> "I put this question to the inquirer: If this is correct, then why are no funeral prayers held for the children of Hindus and Christians? How many are there who offer funeral prayers for

If Islam, too, were like them, then we are no more than story-tellers. Why do we claim that it (Islam) is superior to other religions? Islam should have some distinction to justify this claim... For many years I have been receiving *wahi* (revelations) and many signs of Allah have borne witness to this. **I am, therefore, a Prophet.** No secrecy should be maintained in conveying the truth."

(Malfoozate Mirza, Vol. 10, pp. 127 -128).

2. It is the finally confirmed belief of Islam that the door of Prophethood has been closed after the departure of the noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم and he who claims to (receive) prophetic revelations stands expelled from the pale of Islam. However, the Qadianis believe in the self-invented revelation of Mirza Ghulam Ahmad Qadiani and recognise it like the Qur'an. The *Tazkirah* is one of the various names of the Qur'an. The Qadanis have compiled the revelations of Mirza Ghulam Ahmad in the form of a book and have given it the name of *Tazkirah*, as though it were the Qadiani Qur'an — Allah forbid. Further, the Qadiani revelation is not an ordinary *Ilham* (inspiration) which divine men also receive. To them (the Qadianis) it is at par with the Qur'an. Just see:

(i) "... and I believe in the open *wahi* of Allah which I have received, precisely in the same way as I believe in the verses of the Qur'an."

(Ek Ghalati ka Izalah, p.6.).

(ii) "I believe in my *wahi* in the same way as I believe in the Torah, the Injeel and the Qur'an."

(Arba'een, p.112).

(iii) "... I swear by God that I believe in these revelations in the same way as I believe in the Qur'an and other divine Scriptures. I believe that the word that descends on me is the word of God, just as I believe that the Qur'an is surely and decidedly the word of God."

(Haqiqat-ul-Wahi, p.220).

3. It is an Islamic belief that it is Kufr to claim that one is able to show a miracle after the departure of the noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم because the display of miracles is the exclusive privilege of a prophet. As such, one who claims the ability to show a miracle is a Kafir, because one (thus) claims to be a prophet.

Allama Mulla Ali Qari (Allah's mercy on him) writes in *Sharh-i-Fiqh Akbar* on page 202:

التحدی فرع دعوی النبوۃ ودعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالإجماع (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)

"The claim to the ability to show a miracle is a branch of the claim to prophethood and the claim to prophethood after our noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم is deemed as Kufr by unanimous consensus."

On the contrary, the Qadianis, along with their faith in the revelations of Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, also put faith in his miracles. They regard the miracles of the noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم as mere stories and tales — Allah forbid. They are prepared to believe in the noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم as a prophet only when Mirza Ghulam Ahmad is also believed to be a Prophet, otherwise neither they consider the noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم as a Prophet, nor Islam as a religion

Mirza Ghulam Ahmad writes:

"Neither that religion is a religion, nor that Prophet a Prophet by following which/whom a human being does not attain such closeness to Allah as confers on him the honour of conversation with Allah. That religion is a curse and an object of contempt which teaches that human progress depends on a few narrated anecdotes *(i.e. the Islamic Shariat which is narrated from the noble Prophet* صلی اللہ علیہ وسلم *Compiler)* and that divine revelations have lagged behind instead of going ahead ... hence such a religion deserves to be called Satanic rather than divine."

(Zameema-i-Baraheen-i-Ahmadia, Part V. p.139)

"How silly and false a belief it is to think that after the Prophet صلی اللہ علیہ وسلم the door of divine revelation is closed for ever and no hope of it is left for the future till the Day of Resurrection, except that one should worship only stories. Can such a religion be regarded as religion as offers no direct line of approach to God? I swear by God that these days none is more disgusted with such a religion than I. I name such a religion Satanic rather than Divine."

(Zameema-i-Baraheen-i-Ahmadia, Part V, p.183)

"To tell the truth, we have come to believe in the Qur'an and the noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم through this very source (Mirza). We believe in the Qur'an as God's Word, because this proves his (Mirza's) prophethood. The ignorant one

PART 2

قال الله تعالى: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾

Allah said
And if anyone of them dies, never pray for him
(on his funeral), nor stand by his grave
(for his burial).

(Quran: Taubah 9:84)

THE QADIANI FUNERAL

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
Iqbal Husain Ansari

Revised & edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

It occurs in *Bahrur Ra'iq*:-

لا تقبل توبة الزنديق فى ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين ... وفى الخانية، قالوا إن جاء الزنديق قبل أن يؤخذ فأقر أنه زنديق فتاب عن ذلك تقبل توبته وإن أخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل . (البحر الرائق ج٥ ص١٣٦ دار المعرفة - بيروت)

"In the case of Zahirul-Mazhab (outward profession of faith), the repentance of a Zindeeq is not acceptable — Zindeeq being a person who follows no religion. It is mentioned in *Fatawa Qazi Khan:* If a Zindeeq, before being arrested, confesses willingly, that he is a Zindeeq and then expresses repentance therefor, his repentance will be acceptable; but if he expresses repentance after his arrest, then his repentance will not be accepted and he will be executed."
(Bahrur Raiq, Vol. 5, p. 136).

Thirdly: That the Qadianis are Zindeeq is quite bvious, because their beliefs are totally opposed to the ɜnets of Islam. By placing wrong interpretations on ıe texts of the Qur'an and the Sunnah, they try to elude the ignorant into the belief that they themselves Qadianis) are staunch, true Muslims and besides them the entire Muslim Ummah is misguided, Kafi and faithless. This is according to what the late Mirz Mahmud, the second Head of the Qadianis, ha written:-

"All Muslims who did not swear allegiance to the promised Masih (i.e. Mirza) are Kafirs (infidels) and out of the pale of Islam, even if they may not have heard the name of the promised Masih."
(Ai-eena-i-Sadaqat, p. 35).

The Heretic Beliefs of the Mirzais

1. It is the finally confirmed belief of Islam that tl noble Prophet صلی اللہ علیہ وسلم is the last of th Prophets, and after him none can rise to the status ‹ prophethood. On the contrary, not only do the Qadian deny this belief, but they also consider that without tl prophethood of Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, Islar is a dead religion (Allah forbid).

Mirza Ghulam Ahmad says:-

"We believe that a religion in which the succession of prophethood stands closed is dead. We call the Jewish, the Christian and the Hindu (religions) dead, because they have no prophets.

سلسلہ نمبر ۲۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین ختم نبوت سے تین سوال

محترم قارئین آپ کی دلچسپی کے لئے قادیانیت سے متعلق سوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ہر دفعہ تین سوال شائع کریں گے جن کے جوابات آپ حضرات ڈاک کے ذریعے ارسال کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے موصول ہونے والے مکمل صحیح حل پر ۳ ماہ کی کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔ ایک غلطی والے حل پر ۲ ماہ کی مدت کے لئے اور دو غلطی پر ایک ماہ کی مدت کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔

سوال ۱ ... قصبہ قادیان کس ضلع میں واقع ہے؟

سوال ۲ ... مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں کتنے سال ملازمت کی؟

سوال ۳ ... آزادی کی تحریک میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کتنے عرصہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں؟

ٹوکن شمارہ ۴۴

نام ________________

ولدیت ________________

مکمل پتہ ________________

____

ذاتی مصروفیات ________________

____

خط و کتابت کیلئے:

انچارج انعامی مقابلہ ہفت روزہ ختم نبوت "انٹرنیشنل" پرانی نمائش

ایم اے جناح روڈ کراچی کوڈ نمبر ۷۴۴۰۰

اہم ہدایات:

۱...... ساتھ منسلک ٹوکن کاٹ کر صحیح اندراج کر کے خط میں ارسال کیا جائے ورنہ حل مکمل تصور نہیں کیا جائے گا۔

۲...... تمام سوالات کے جواب صاف ستھرے کاغذ پر تحریر کریں۔

۳...... ہر شمارہ کا حل اس سے دو شمارہ کے بعد شائع کیا جائے گا۔

۴...... جوابی ٹوکن انچارج انعامی مقابلہ "ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل" کے نام سے ارسال کریں

REGD. NO. SS- 160

مرشد العلماء حضرۃ مولانا خان محمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل

قربانی کی کھالیں

مسائل قربانی

ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے غریب اور قرضدار پر واجب نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر: بکرا بکری ایک سال گائے بیل بھینس بھینسا دو سال۔ اونٹ اونٹنی پانچ سال۔ البتہ دنبہ بھیڑ مینڈھا دنبہ دنبی چھ ماہ کا جائز ہے بشرطیکہ خوب موٹا تازہ ہو اگر ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑیں تو فرق معلوم نہ ہو۔

- قربانی کا جانور بے عیب ہو۔
- خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔
- کان، دم تہائی یا کم چھوٹے ہوں قربانی جائز ہے۔
- پیدائشی سینگ نہ ہوں قربانی جائز ہے۔
- سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے لیکن جڑ سے نہیں ٹوٹے یا خول اتر گیا لیکن اندر سے محفوظ ہے تو قربانی جائز ہے۔
- پیدائشی کان نہ ہوں یا تھے مگر تہائی یا اس سے زائد کٹ گئے۔ قربانی جائز نہیں۔
- جانور اندھا، کانا یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی ضائع ہو جائے قربانی جائز نہیں۔
- جانور کے سارے یا اکثر دانت نہ ہوں تو قربانی جائز نہیں
- جانور کی تہائی سے زائد دم کٹ جائے قربانی جائز نہیں
- لنگڑا جانور جو تین پاؤں پر چلتا ہو، یا چوتھا پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہو، قربانی جائز نہیں۔
- گائے بھینس، اونٹ میں سات آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں اگر کوئی اکیلا کرے تو بھی جائز ہے۔
- سنت ہے جب جانور ذبح کرنے کے لئے رو بقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے۔
- تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ و اشاعت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰۰ سے زائد تبلیغی مراکز ۱۲ دینی مدارس ہر وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ جرائد شائع ہو رہے ہیں۔
- صدر ہاؤس آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ روزانہ کئی دینی ادارے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان مجہت سے مقدمات قائم ہیں، جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر جاتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں غیرت دینی اور ناموس رسالت و عقیدہ ختم نبوت سے محبت کا تقاضا ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کار خیر میں تعاون کریں

مسائل قربانی

- اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيْلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

- قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں۔ اندازہ سے تقسیم جائز نہیں۔
- حصہ دار سب مسلمان ہوں اگر قادیانی یا لاہوری مرزائی حصہ دار ہو گا تو سب کی قربانی نہ ہو گی۔
- مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے اگر مرزائی نے جانور ذبح کیا، یا اپنی قربانی کا گوشت بھیجا، تو اس کا کھانا حرام ہو گا۔
- قربانی کی کھال یا گوشت ذبح کرنے کے عوض دینا جائز نہیں۔
- قربانی کے جانور کی رسی، زنجیر وغیرہ صدقہ میں دینی چاہئے۔
- ذی الحجہ کی نویں تاریخ نماز فجر کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک مقیم لوگوں کے لئے با جماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز سے ایک دفعہ مندرجہ ذیل تکبیرات کہنا واجب ہے اگر امام بھول جائے تو مقتدی خود تکبیر شروع کر دیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ :

- یکم ذی الحجہ سے لیکر قربانی سے فارغ ہونے تک قربانی کرنے والا حجامت نہ کرائے ناخن نہ کٹوائے تاکہ حاجیوں کیساتھ مشابہت ہو جائے۔
- نماز عید کے لئے گھر سے نکلیں تو عید الاضحیٰ میں تکبیرات تشریق بلند آواز کے ساتھ کہتے جائیں۔
- ایک راستہ سے جائیں دوسرے سے آئیں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان شہر
فون نمبر 514122

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش
کراچی —— فون نمبر 7780337

کراچی کے احباب الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۷-۹۲ میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔